ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

مولانا منظور احمد چنیوٹی

فاتح ربوہ چنیوٹ منظور احمد ختم نبوّت دا واہ شیدائی ڈِٹھا

کردا ڈنکے دی چوٹ اعلان سوہنے لڑدا نال کمال صفائی ڈِٹھا

چاک پیٹ مرزائیت دا کرے پل وچ گل نال دلائل دا نائی ڈِٹھا

جھلّی جھال نہ جہدی بشیر مرزے نسدا ناصر وی ہوش گوائی ڈِٹھا

اینویں بھوراں دی ریس نئیں بھونڈ کردے عاشق سولی تے چڑھن توں ڈر ناہیں

ظالم لکھ فرعون جیہے ظلم کر دے نیوں نیوں سلامیاں کرن ناہیں

ڈاکٹر غلام محمد

(مبلغ جمعیۃ ضلع گوجرانوالہ)

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر

قسط اوّل

حجیّتِ حدیث

جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی سالانہ تربیتی کلاس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب مدظلہٗ امیر جمعیۃ ضلع گوجرانوالہ نے حجیت حدیث پر دو لیکچر دیئے، جنہیں علی الترتیب راقم الحروف اور محترم جناب قاری محمد یوسف صاحب مدرس مکی مسجد گوجرانوالہ نے قلمبند کیا۔ دونوں لیکچر افادۂ عوام کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ (مدیر)

بعد از حمد و صلوٰۃ

حدیث عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی ہے گفتگو، کلام، بات۔ اس لحاظ سے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے کلام پر بھی بولا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ خود باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

فبأیّ حدیث بعدہٗ یؤمنون — یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بعد کون سی بات پر وہ ایمان لائینگے

اور عام آدمی کے کلام پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسے حدث زید زید نے بات کی۔

اصطلاحی معنی

اہل اسلام کی اصطلاح میں حدیث کا لفظ مندرجہ ذیل باتوں باتوں پر بولا جاتا ہے (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (۲) آپؐ کا فعل (۳) کسی نے آپؐ کے سامنے کوئی بات کی۔ آپؐ نے سنی اور تنقید نہ فرمائی (۴) کسی نے آپؐ کے سامنے کوئی عمل کیا۔ آپ نے دیکھا اور ٹوکا نہیں۔

اصطلاحاً ان تمام امور پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔ پہلی حدیث کو قولی دوسری کو عملی اور تیسری و چوتھی کو تقریری کہتے ہیں۔ تقریر کا معنی ہے بات کو ثابت اور پختہ کر دینا۔ اب جس کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات کی یا عمل کیا اور آپؐ نے اسے ٹوکا نہیں تو گویا آپؐ نے اسے ثابت اور پختہ کر دیا۔ اس لئے اسے تقریری حدیث کہتے ہیں۔

حدیث حجت ہے

جس طرح قرآن پاک پر ایمان لانا ضروری ہے اور وہ حجت ہے۔ اسی طرح حدیث بھی مجموعی حیثیت سے حجت ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیسے ہم قرآن پاک پر ایمان لائے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے اسی طرح حدیث پر ایمان لائے بغیر بھی ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔ یہ دو ستون ہیں دین کے جن پر اسلام کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص جس کا پیٹ خوب کھا کھا کر بھرا ہوگا اپنے پلنگ پر لیٹے ہوئے یہ آواز بلند کرے گا کہ "حسبنا کتاب اللّٰہ"۔ ہمیں قرآن پاک کافی ہے اس کے بغیر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ مگر تم خبردار رہنا کہ جس طرح مجھے قرآن پاک دیا گیا اسی طرح اس جیسی حدیث بھی دی گئی۔ (ابوداؤد)

تو جس طرح قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اسی طرح حدیث بھی نازل ہوئی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن پاک کا ایک ایک [illegible] ہے اور حدیث اسی طرح [illegible] جبرائیل علیہ السلام آتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم سنا دیتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی زبان میں تعبیر فرما دیتے۔ فرمان اللّٰہ کا ہوتا اور تعبیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی، ہاں حدیث قدسی میں الفاظ بھی وہی ہوتے

اسی طرح قرآن پاک متواتر ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، ان کے ایک لاکھ ۱۴ ہزار ۲۴ ہزار یا ۴۴ ہزار (بحسب روایات) صحابہ کرامؓ نے حاصل کیا۔ ان سے تابعینؒ نے تبع تابعینؒ نے اور ان کے بعد دوسرے طبقات نے قرآن پاک پڑھا۔ بچوں نے بوڑھوں نے جوانوں نے عورتوں نے غرضیکہ ہر طبقہ نے اسے حاصل کیا اور آجتک اسی طرح تواتر چلا آ رہا ہے۔ قرآن پاک کا ایک ایک حرف متواتر ہے اور اس تواتر کا انکار کفر ہے۔

تواتر کی اقسام

تواتر کی کچھ اقسام ہیں۔ ایک تواتر لفظی ہے۔ اس میں الفاظ بعینہٖ منتقل ہوتے ہیں۔ مثلاً جو لفظ میں نے کہا وہی آپ نے نقل کر دیا۔ آپ سے آگے بھی جس نے بات نقل کی انہی الفاظ میں نقل کی تو اسے تواتر لفظی کہتے ہیں۔

دوسرا تواتر معنوی، اس میں الفاظ بعینہٖ منتقل نہیں ہوتے بلکہ ان کا معنی و مفہوم منتقل ہوتا ہے۔ مثلاً میں نے ایک بات کی۔ آپ نے اسے نقل کیا مگر اس مفہوم کی ادائیگی کے لئے میں نے جو الفاظ استعمال کئے، آپ نے ان الفاظ کی بجائے دوسرے الفاظ اختیار کر لئے مفہوم و معنی میں کوئی فرق نہیں مگر الفاظ مختلف ہیں اسے تواتر معنوی کہتے ہیں۔

تیسرا تواتر طبقہ۔ کہ ایک طبقہ مجموعی حیثیت میں دوسرے طبقہ سے نقل کرے۔ مثلاً ہم نے نماز روزہ اور دیگر احکام پہلے لوگوں سے سیکھے بعض اوقات یہ تعین نہیں کیا جا سکتا کہ کس نے کس سے کونسا عمل سیکھا، مگر اتنی بات ضرور ہے کہ ہمارے طبقہ نے پہلے طبقہ سے حاصل کیا اسے توات… طبقہ کہتے ہیں۔

چوتھا تواتر توارث کہ وارث اپنے مورث سے نقل کرے۔ مثلاً ایک عمل میں نے اپنے والد سے حاصل کیا انہوں نے اپنے والد سے پھرا… نے اپنے والد سے علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ اوپر تک چلا جاتا۔ اسے تواتر توارث کہتے ہیں۔ ان چار قسموں میں سے کسی ایک کے … کا انکار بھی کفر ہے۔

مقدمہ بہاولپور

بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا نکاح غلطی… مرزائی سے ہو گیا۔ … زمانہ اچھا تھا، خدا الق…

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مدیر
زاہد الراشدی

جلد ۱۶ | جمعہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء - قیمت پچاس پیسے | شمارہ ۴۰

وائٹ پیپر کا فسانہ

سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب عنایت اللہ گنڈا پور کو جب سے وزارت اعلیٰ کی بلند و بالا کرسی پر ٹکایا گیا ہے وہ کچھ عجیب سے احساس کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کے لئے مصیبت یہ ہے کہ جس مسند پر وہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسی قدآور اور سیاسی شخصیت کو دیکھ چکے ہیں، اس پر خود بیٹھتے ہوئے انہیں ارد گرد خلاء سا محسوس ہوتا ہے، اور شاید اسی خلاء کو پُر کرنے کے لئے وہ "مفتی صاحب کی بد عنوانیوں کے قرطاس ابیض" کا سہارا لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔

اس قرطاس ابیض کا ڈھنڈورہ کئی ماہ سے اس انداز سے پیٹا جا رہا تھا کہ گویا یہ وائٹ پیپر کوئی شعلہ ہوگا جو پشاور سے اٹھے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے مفتی محمود کے سیاسی کردار کی صاف و شفاف سفید چادر کو سیاہ دھوئیں کی لپیٹ میں لے لے گا لیکن جن حضرات نے اس قرطاس ابیض کا بنظر انصاف مطالعہ کیا ہے۔ ان کے لئے اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں، کہ محض سرحد کی جمہوری حکومت کو بدنام کرنے کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر انتہائی فریب کاری کے ساتھ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ مفتی صاحب کے عظیم کارناموں کو بھی بد عنوانی کا نام دے کر اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے،

مثلاً قرطاس ابیض میں سب سے بڑا الزام یہ لگایا گیا ہے کہ مفتی صاحب کے حکم سے سرحد کی مختلف عدالتوں سے قتل کے چھ سو سے زائد مقدمات واپس لئے گئے۔ مگر گنڈا پور صاحب اپنے مطلب کی بات بیان کر گئے باقی حصہ شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں جبکہ اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے عدالتوں کو ہدایت کی تھی کہ قتل کے جن مقدمات میں شرعی قوانین کے مطابق فریقین آپس میں صلح کر لیں وہ مقدمات واپس لے لئے جائیں یہ مقدمات اسی حکم کے تحت واپس لئے گئے اور اس طرح حضرت مفتی صاحب کے حکم سے سرکاری طور پر چھ سو سے زائد مقدمات کا فیصلہ شرعی قانون کے مطابق ہوا۔

اسی طرح دوسرا بڑا الزام یہ ہے کہ مفتی صاحب نے اسلحہ کے چھیالیس ہزار لائسنس جاری کئے۔ حالانکہ یہ بھی محض فریب کاری ہے۔ اسلحہ کے مذکورہ لائسنس ضرور جاری ہوئے، لیکن یہ بدعنوانی کیسے بن گئی؟ صوبائی حکومت نے دیکھا کہ صوبہ میں اسلحہ کم و بیش ہر شخص کے پاس موجود ہے اور زیادہ تر بغیر لائسنس کے ہے۔ اس پر صوبائی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ اسلحہ کے لائسنس فراخدلی سے دیئے جائیں تاکہ لوگ غیر قانونی اسلحہ رکھنے کی بجائے لائسنس حاصل کریں اور اس طرح جرائم کی تفتیش میں بھی آسانی رہے۔ اس میں بدعنوانی کی کونسی بات ہے؟

کم و بیش یہی حال ہے دوسرے الزامات کا جو گنڈا پور صاحب نے اس وائٹ پیپر میں درج کئے ہیں۔ الغرض یہ قرطاسِ ابیض جھوٹ، مکر و فریب اور بے بنیاد الزامات کا ایسا مجموعہ ہے جو گنڈا پور وزارت کی سیاسی کور فہمی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا زندہ ثبوت ہے

عرب اسرائیل جنگ

نہر سویز کے مغربی کنارے پر اسرائیلی فوج کے حملہ کے نتیجہ میں اسرائیل اور مصر و شام کے درمیان گھمسان کی جنگ چھڑ گئی ہے۔ تا دم تحریر مصر و شام کی بہادر افواج دشمن کو دھکیلتے ہوئے اور اسے بھاری جانی نقصان پہنچاتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہیں۔

اسرائیل جب سے سامراجی سازشوں کے نتیجہ میں قائم ہوا ہے اس نے عرب عوام کے خلاف ننگی جارحیت کے ارتکاب کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، خود اس کا وجود ہی عرب عوام کے خلاف کھلم کھلا جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لاکھوں فلسطینیوں کو گھر سے بے گھر کر کے اس "ملک" کی بنیاد رکھی گئی اور یہ فلسطینی آج تک کھلے آسمان کے نیچے کیمپوں میں پڑے ہیں لیکن تہذیب و انسانیت کے کھوکھلے نعرے لگانے والے نام نہاد علمبرداران امن ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق نہ صرف اس ڈھٹائی کا تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ اسرائیل کو تمام تر کارروائی میں ان کی عملی پشت پناہی حاصل ہے۔

۱۹۶۷ء کی جنگ میں مظلوم عربوں کو جس قدر سفاکی کا نشانہ بنایا گیا، اس کی تمام تر منصوبہ بندی اور تیکنیکی فریب کاری سامراجی آقاؤں کی چابکدستی کی غمازی کر رہی تھی ورنہ تنہا اسرائیل کبھی عربوں کے لئے چیلنج نہیں رہا، اسرائیل کوئی طاقت نہیں اور نہ عربوں نے اس طاقت کو تسلیم کیا ہے۔

آج بھی اسرائیل کی وہی حیثیت ہے۔ وہ سامراج کے کھونٹے پر ناچ رہا ہے۔ اگر امریکی سامراج ایک دن کے لئے اسرائیل کی حمایت سے دستکش ہو جائے تو دوسرے دن کے لئے کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ اس لئے عربوں کی یہ جنگ کھلم کھلا سامراج کے ساتھ ہے۔ اور صدر سادات نے درست کہا کہ یہ دنوں یا ہفتوں کی نہیں بلکہ طویل اور جانگسل جنگ ہے۔

اسرائیل کا مسئلہ تنہا عربوں کا نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کا مشترکہ

(باقی صفحہ ۱۱)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
زاہد الراشدی

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جلد ۱۶ | جمعہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء - قیمت پچاس پیسے | شمارہ ۴۰

وائٹ پیپر کا فسانہ

سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب عنایت اللہ گنڈا پور کو جب سے وزارت اعلیٰ کی بلند و بالا کرسی پر ٹکایا گیا ہے وہ کچھ عجیب سے احساس کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کے لئے مصیبت یہ ہے کہ جس مسند پر وہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جیسی قدآور اور سیاسی شخصیت کو دیکھ چکے ہیں، اس پر خود بیٹھے ہوئے انہیں اردگرد خلاء سا محسوس ہوتا ہے، اور شاید اسی خلاء کو پُر کرنے کے لئے وہ "مفتی صاحب کی بد عنوانیوں کے قرطاس ابیض" کا سہارا لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔

اس قرطاس ابیض کا ڈھنڈورہ کئی ماہ سے اس انداز سے پیٹا جا رہا تھا کہ گویا یہ وائٹ پیپر کوئی شعلہ ہوگا جو پشاور سے اٹھے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے مفتی محمود کے سیاسی کردار کی صاف و شفاف سفید چادر کو سیاہ دھوئیں کی لپیٹ میں لے لے گا لیکن جن حضرات نے اس قرطاس ابیض کا بنظر انصاف مطالعہ کیا ہے۔ ان کے لئے اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں، کہ محض سرحد کی جمہوری حکومت کو بدنام کرنے کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر انتہائی فریب کاری کے ساتھ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ مفتی صاحب کے عظیم کارناموں کو بھی بد عنوانی کا نام دے کر اخلاقی دیوالیہ پن کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔

مثلاً قرطاس ابیض میں سب سے بڑا الزام یہ لگایا گیا ہے کہ مفتی صاحب کے حکم سے سرحد کی مختلف عدالتوں سے قتل کے چھ سو سے زائد مقدمات واپس لئے گئے۔ مگر گنڈا پور صاحب اپنے مطلب کی بات بیان کر کے باقی حصہ شیرِ مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں جبکہ اصل قصہ یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے عدالتوں کو ہدایت کی تھی کہ قتل کے جن مقدمات میں شرعی قوانین کے مطابق فریقین آپس میں صلح کر لیں وہ مقدمات واپس لے لئے جائیں یہ مقدمات اسی حکم کے تحت واپس لئے گئے اور اس طرح حضرت مفتی صاحب کے حکم سے سرکاری طور پر چھ سو سے زائد مقدمات کا فیصلہ شرعی قانون کے مطابق ہوا۔

اسی طرح دوسرا بڑا الزام یہ ہے کہ مفتی صاحب نے اسلحہ کے چھیالیس ہزار لائسنس جاری کئے۔ حالانکہ یہ بھی محض فریب کاری ہے۔ اسلحہ کے مذکورہ لائسنس ضرور جاری ہوئے، لیکن یہ بدعنوانی کیسے بن گئی؟ صوبائی حکومت نے دیکھا کہ صوبہ میں اسلحہ کم و بیش ہر شخص کے پاس موجود ہے اور زیادہ تر بغیر لائسنس کے ہے۔ اس پر صوبائی حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ اسلحہ کے لائسنس فراخدلی سے دیئے جائیں تاکہ لوگ غیر قانونی اسلحہ رکھنے کی بجائے لائسنس حاصل کریں اور اس طرح جرائم کی تفتیش میں بھی آسانی رہے۔ اس میں بدعنوانی کی کونسی بات ہے؟

کم و بیش یہی حال ہے دوسرے الزامات کا جو گنڈا پور صاحب نے اس وائٹ پیپر میں درج کئے ہیں۔ الغرض یہ قرطاسِ ابیض جھوٹ، مکر و فریب اور بے بنیاد الزامات کا ایسا مجموعہ ہے جو گنڈا پور وزارت کی سیاسی کور فہمی اور اخلاقی دیوالیہ پن کا زندہ ثبوت ہے

عرب اسرائیل جنگ

نہر سویز کے مغربی کنارے پر اسرائیلی فوج کے حملہ کے نتیجہ میں اسرائیل اور مصر و شام کے درمیان گھمسان کی جنگ چھڑ گئی ہے۔ تا دم تحریر مصر و شام کی بہادر افواج دشمن کو دھکیلتے ہوئے اور اسے بھاری جانی نقصان پہنچاتے ہوئے آگے بڑھ رہی ہیں۔

اسرائیل جب سے سامراجی سازشوں کے نتیجہ میں قائم ہوا ہے اس نے عرب عوام کے خلاف ننگی جارحیت کے ارتکاب کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، خود اس کا وجود ہی عرب عوام کے خلاف کھلم کھلا جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لاکھوں فلسطینیوں کو گھر سے بے گھر کر کے اس "ملک" کی بنیاد رکھی گئی اور یہ فلسطینی آج تک کھلے آسمان کے نیچے کیمپوں میں پڑے ہیں لیکن تہذیب و انسانیت کے کھوکھلے نعرے لگانے والے نام نہاد علمبرداران امن ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مصداق نہ صرف اس ڈھٹائی کا تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ اسرائیل کو تمام تر کارروائی میں ان کی عملی پشت پناہی حاصل ہے۔

۱۹۶۷ء کی جنگ میں مظلوم عربوں کو جس قدر سفاکی کا نشانہ بنایا گیا، اس کی تمام تر منصوبہ بندی اور تیکنیکی فریب کاری سامراجی آقاؤں کی چابکدستی کی غمازی کر رہی تھی ورنہ تنہا اسرائیل کبھی عربوں کے لئے چیلنج نہیں رہا، اسرائیل کوئی طاقت نہیں اور نہ عربوں نے اس طاقت کو تسلیم کیا ہے۔

آج بھی اسرائیل کی وہی حیثیت ہے۔ وہ سامراج کے کھونٹے پر ناچ رہا ہے۔ اگر امریکی سامراج ایک دن کے لئے اسرائیل کی حمایت سے دستکش ہو جائے تو دوسرے دن کے لئے کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ اس لئے عربوں کی یہ جنگ کھلم کھلا سامراج کے ساتھ ہے۔ اور صدر سادات نے درست کہا کہ یہ دنوں یا ہفتوں کی نہیں بلکہ طویل اور جانگسل جنگ ہے۔

اسرائیل کا مسئلہ تنہا عربوں کا نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کا مشترکہ

(باقی صفحہ ۱۱)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

طلباء میدانِ عمل میں

یہ رپورٹ جمعیۃ طلباء اسلام کی طرف سے تحریک سول نافرمانی کے نگران جناب میاں محمد عارف صاحب گوجرانوالہ نے مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں پڑھ کر سنائی۔

گرامی قدر چیف آرگنائزر، معزز اراکین مجلس شوریٰ ومعزز دوستو!

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان رضائے الٰہی کے حصول کے لئے علماء حق کی سرپرستی میں دین اسلام کی سربلندی کے لئے کام کر رہی ہے۔ جمعیۃ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس بلانے کا مقصد موجودہ سیاسی حالات کی روشنی میں طلباء کے مسائل اور ان کے حل کے لئے جمعیۃ کی پالیسی مرتب کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ پالیسی بنانے کے لئے سوچیں، میں آپ کی خدمت میں ملکی حالات کا مختصر خاکہ متحدہ جمہوری محاذ کی تحریک میں جمعیۃ طلباء اسلام کی شمولیت اور تحریک کے نتائج اور جمعیۃ طلباء اسلام کے کردار پر مختصر روشنی ڈالوں گا۔

معزز اراکین شوریٰ!

آپ اس وقت کے ملکی حالات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ایک بدترین شخصی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ملکی حالات اس تیزی سے بگڑ رہے ہیں کہ ہر سنجیدہ شخص یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ یہ ملک قائم بھی رہنا ہے یا نہیں۔ ان حالات میں کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ سرحد اور بلوچستان میں اکثریت کی حکومتیں ہٹانے کے بعد اقلیتی گروہ کو مسلط کر دیا گیا ہے۔ خاص طور پر بلوچستان کے حالات ایسے ہیں۔ جیسے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد مشرقی پاکستان میں پیدا کئے گئے تھے۔ مشرقی پاکستان کی طرح بلوچستان میں بھی پہلے اکثریت کی حکومت کو طاقت کے ذریعہ ختم کیا گیا، اور جب ان لوگوں نے احتجاج کیا تو پھر وہاں فوج استعمال کی۔ ہماری معلومات کے مطابق روزانہ ۲۰ سے ۵۰ تک فوجی جاں بحق ہو رہے ہیں۔ غیر ملکی فوجیں بلوچستان میں موجود ہیں۔ ان حالات میں ہر محب وطن شخص کا فرض ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ان اقدامات کی حمایت نہ کرے جن سے ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہو۔ بلوچستان کے عوام کی جد وجہد کا ساتھ دینے اور ان پر ہونے والے ظلم وستم، فوج کے مظالم، اقلیتی ٹولے کی سازشوں اور پیپلز پارٹی کی حکومت کے آمرانہ اقدامات کی مخالفت، پنجاب میں دفعہ ۱۴۴ توڑنے۔ ملک کی سالمیت کے خلاف ہونے والے اقدامات کی مخالفت اور کمر توڑ مہنگائی کے خلاف ہم نے اس تحریک میں شمولیت اختیار کی۔ جن حالات میں تحریک شروع کی گئی۔ وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ ہر محب وطن محاذ کی تحریک کی نہ صرف حمایت کرے بلکہ عملاً اس میں شریک ہو۔

ملکی حالات اور محاذ کی تحریک میں تعاون کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں پنجاب جمعیۃ طلباء اسلام کی مجلس شوریٰ نے فوری طور پر مرکزی کمیٹی کا اجلاس بلا کر واضح پالیسی مرتب کرنے کی اپیل کی۔ اس پر مرکزی کمیٹی کے

"یہ تو شروع سے ہی مجاہدین کی جماعت ہے"۔
ولی خاں

اجلاس میں متفقہ طور پر محاذ کی تحریک میں شمولیت کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے مطابق ہم نے ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء سے گرفتاریاں پیش کرنے کا پروگرام بنایا۔ تمام صوبائی شاخوں کو اس کی اطلاع بذریعہ ڈاک دے دی گئی۔ ۷ ستمبر سے تا اختتام تحریک ہماری گرفتاریاں پیش کی جاتی رہیں۔ اس دوران جو گرفتاریاں پیش کی گئیں ان کی ترتیب اس طرح ہے۔

مورخہ ۷ ستمبر	بروز جمعہ	عبدالمتین چوہدری
۸ ر ر	ہفتہ	محمد رشید اختر
۹ ر ر	اتوار	محمد صفدر چوہدری، قاضی محمد اشرف
۱۰ ر ر	پیر	غلام الرسول۔ حافظ ارشاد احمد
۱۱ ر ر	منگل	محمد اشرف
۱۲ ر ر	بدھ	کوئی گرفتاری نہ ہوئی
۱۳ ر ر	جمعرات	عبدالحفیظ جھنگوی۔ محمد رضا
۱۴ ر ر	جمعہ	عبدالمتین خاں گوجرانوالہ
۱۵ ر ر	ہفتہ	حافظ محمد طاہر
۱۶ ر ر	اتوار	گرفتاری پیش نہ کی جا سکی
۱۷ ر ر	پیر	محمد اقبال خاں شیروانی

اب میں ذرا تفصیل کے ساتھ ان گرفتاریوں پر روشنی ڈالوں گا۔ ہمارے معزز ساتھیوں میں سے بعض کو گرفتار کرنے کے بعد شہر کے باہر لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔ بعض ابھی تک قید میں ہیں اور بعض پر چوری وغیرہ کے مقدمات درج کئے گئے ہیں۔

عبدالمتین چوہدری اور محمد رشید اختر ۱۴۴ .T.P توڑنے کے الزام میں کوٹ لکھپت جیل میں ہیں۔

محمد اشرف، محمد رضا، غلام الرسول، عبدالمتین خاں، عبدالحفیظ جھنگوی اور حافظ ارشاد احمد کو دفعہ ۱۴۴ توڑنے کے الزام کی بجائے سرکاری تار چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اور یہ سب حضرات ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ منڈی وار برٹن بڑا گھر میں مقید ہیں۔ اور باقی حضرات جن میں صفدر چوہدری، قاضی اشرف۔ حافظ طاہر اور اقبال فاروقی شامل ہیں، ان کو لاہور سے ۳۰، ۴۰ میل دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا۔

اب میں آپ کو ان مظالم سے آگاہ کروں گا جو ہمارے ان جری اور بہادر ساتھیوں پر توڑے گئے۔ ہمارے ایک ساتھی محمد رشید اختر جو کہ ضلع گوجرانوالہ جمعیۃ طلباء اسلام کے ناظم ہیں۔ ان کی عمر صرف سترہ برس ہے ان کو گرفتار کرنے کے بعد تھانہ لے جایا گیا۔ ساری رات بھوکا رکھا گیا۔ آدھی رات کے بعد اس سے پوچھ گچھ شروع ہوئی۔ پہلے اس سے آرام سے اور پھر تشدد کر کے تحریک کے قائدین اور جماعت کے اہم عہدیداروں کے پتے پوچھے گئے۔ ساتھیوں کی تعداد معلوم کرنے اور تحریک کا ہیڈ کوارٹر معلوم کرنے کی کوشش کی گئی مگر عزم واستقلال کے اس پہاڑ کے پائے استقلال میں ذرا سی بھی لغزش نہ آئی۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر انہوں نے رشید کو کہا کہ ۵۰ بیٹھکیں نکالو، پھر ۱۰۰ یہاں تک کہ ۵۰۰ بیٹھکیں نکلوائی گئیں۔ جب وہ تھک گیا تو اس کی رانوں پر ٹھڈے مارے گئے۔ جس کی وجہ سے اس کی رانیں پھول گئیں اور وہ ہنوز چلنے پھرنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔ اور ان ظالموں کی جب اس سے بھی تشفی نہ ہوئی۔ تو کہا کہ اب ہم تمہاری مسلمانی کا امتحان لیتے ہیں۔ اس کے بعد اسے ننگا کیا گیا، اور ایک برہنہ عورت کو اس کے ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن عزم واستقلال کا یہ پیکر.... ان حالات میں آنکھیں بند کر کے خدا کی تسبیح پڑھتا رہا۔ تشدد اور سختیاں سہہ کر بھی وہ .... اپنے اسلاف کی روشن مثالوں کی زندہ تصویر بن گیا۔ میں اپنے اس جانباز اور دوسرے مجاہد ساتھیوں کو جنہوں نے رضاکارانہ طور پر گرفتاریاں پیش کر کے اس تاریکی کے دور میں جبکہ ہر طرف ظلم ہی ظلم ہے۔ خلوص، ایثار اور قربانی کی روشن مثال قائم کی ہے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے ان بزرگوں اور ساتھیوں کا جنہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ خاص طور پر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب اور جناب محمد اسلوب قریشی صاحب کی سرپرستی اور معاونت کا تہہ دل سے مشکور ہوں، جنہوں نے اس تحریک کے دوران ہماری راہنمائی فرمائی۔ اس کے علاوہ لاہور جمعیۃ طلباء اسلام کے نائب صدر جناب سید محمد زاہد گیلانی نے ہماری اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے دن رات محنت کی۔ زاہد گیلانی صاحب اس تحریک میں میرے نائب تھے۔ اور انہوں نے وہ کام کیا۔ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ان کی اس استقامت اور جرأت واستقلال پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے

معزز اراکین!

اب میں تحریک کے نتائج کی طرف آتا ہوں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

از جناب اشفاق احمد ہاشمی مظفر آباد

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

سرحد حکومت کا وائٹ پیپر ایک نظر میں

پاکستانی عوام کے آئینی، جمہوری اور قانونی حقوق کی بحالی، چھ کروڑ مجبور و بےکس پاکستانیوں کے مال وجان عصمت و آبرو کے تحفظ، غنڈہ گردی کی طاقت کے خاتمے، ہوشربا گرانی سے قوم کو نجات دلانے اور ملک کی سالمیت اور بقاء کی جنگ لڑنے والے "متحدہ جمہوری محاذ" کی تحریک کامیابی کی ایک ہلکی سی کرن تھی۔ پنجاب میں ملک قاسم، مولانا یعقوب ربانی، قاری نور الحق ایڈووکیٹ، مولانا شیر محمد، فاروق قریشی، حبیب جالب، صلاح الدین سیٹھی، قسور گردیزی اور ان کے ساتھیوں پر بے پناہ تشدد، انسانیت سوز اور وحشت ناک مظالم اور جبر و تشدد کے ہر قسم کے حربوں کے باوجود محاذ کے کارکنوں کے پاؤں میں لغزش نہیں آئی۔ انہوں نے جرأت و استقامت اور قربانی و ایثار کے فقید المثال جذبے کا مظاہرہ کیا۔ ان کے حوصلے عالی، عزائم ناقابلِ تسخیر اور ضمیر زندہ ہے۔ وہ آئے دن نئے ولولوں اور نئی امنگوں کے ساتھ سینے کھول کر لاٹھیاں اور گالیاں کھانے کے لئے آگے بڑھتے رہے۔ صرف اس لئے کہ وہ اپنے بلوچ بھائیوں کو جو آج حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں، جو ایک ایسی آمریت سے نبرد آزما ہیں۔ جس نے ان کی آزادیاں، ان کے حقوق سلب کر کے اپنے ہی وطن میں ان کی زندگیاں اجیرن کر دی ہیں۔ یہ یقین دلا سکیں کہ آپ اکیلے و تنہا نہیں، پنجاب کے علماء، دانشور، مزدور، کسان، طالبعلم عوام آپ کی جدوجہد میں برابر کے شریک ہیں وہ بلوچستان کے عوام کے جمہوری حقوق کی بحالی اور نمائندہ حکومت کے قیام کے لئے تشدد سہہ رہے اور مصیبتیں جھیل رہے ہیں مشقتیں برداشت کر رہے ہیں۔ دفعہ ۱۴۴ کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سرحد کے عوام نے بڑی جرأت اور یقین سے آمریت کو للکارا اور سندھ کے طلباء وکلاء، پیر پگاڑو شریف کے ہزاروں مرید سڑکوں پر نکل آئے۔ تشدد کے نت نئے وار خندہ پیشانی سے سہنے لگے نتیجۃً قصرِ اقتدار میں زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس کئے جانے لگے۔ عوام میں بیداری کی لہر سی دوڑ گئی۔ اربابِ حل و عقد کی طرف سے مذاکرات کی دعوتیں دی جانے لگیں۔ پنجاب میں دفعہ ۱۴۴ کے خاتمے کا اعلان کیا گیا جمہوریت کی بحالی کے آثار نمودار ہوئے۔ سرحد کے سیاسی قزاقوں اور غاصبوں کو اپنا مستقبل مخدوش نظر آنے لگا۔ عوامی احتساب کے خوف سے وہ تھر تھر کانپنے لگے۔ لالچ، رشوت، دھونس اور دباؤ سے قائم کی ہوئی حکومتوں کا مستقبل انہیں خطرے میں محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی نااہلیت، مجرمانہ غفلت، اقتدار کی ہوس اپنی ناکامیوں، غلط پالیسیوں اور عوام دشمن سرگرمیوں پر پردہ ڈالنے اور اپنے آقائے ولی نعمت کی حق رسی کے لئے صوبہ سرحد کی سابقہ وزارت کے خلاف ایک "قرطاس ابیض" شائع کیا۔ جہاں تک قرطاس ابیض میں لگائے گئے الزامات کا تعلق ہے۔ ان کے جوابات توجمعیۃ اور نیپ کے ذمہ دار حلقے ہی دینگے۔ مگر میں سیاست کے ایک ادنیٰ طالب کی حیثیت سے اس صریح کذب بیانی کو چاک کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ میرا طرز تحریر عام فہم اور عامیانہ ہی سہی۔ میرے قلم میں زور اور تحریر میں ادبی چاشنی نہ سہی لیکن میرے دل میں یہ خواہش ضرور ہے کہ میں عمر بھر سیف زبان اور خنجر قلم سے ظالموں کی شہ رگ کو دو لخت کرتا رہوں۔

ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں آج تک سیاسی ضابطہ اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں ابھر سکی۔ مخالفین کے خلاف ننگی دھڑنگی زبان اور ہر قسم کی شرافت و شائستگی سے گرے ہوئے لہجہ کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ صحافتی اقدار کی پامالی کی وجہ سے صحیح صحافت کو فروغ نہ ملا۔ ہمارے اخبارات اور رسالوں میں مخالفین کو جس انداز سے مخاطب کیا جاتا ہے اور جن القابات سے نوازا جاتا ہے۔ مہذب دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ صوبہ سرحد کی حکومت کی طرف سے جو قرطاس ابیض شائع کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی اچھی زبان استعمال نہیں کی گئی۔ اس کا اکثر و بیشتر حصہ سابق وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود سے متعلق ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا۔ اس سے قبل بھی ایک قرطاس ابیض شائع ہوا تھا، جو شیخ مجیب کی عوامی لیگ کے خلاف تھا۔ جس میں شیخ مجیب کو "غدار، وطن دشمن، ملت فروش اور ہندو ایجنٹ" کہا گیا تھا۔ نوعیت کے اعتبار سے یہ قرطاس ابیض اس سے قطعی مختلف نہیں۔ اس وقت پاکستانی عوام پر مسلط غدار فوجی جرنیلوں، مفاد پرست اور خود غرض سیاست دانوں نے اپنی مجرمانہ سرگرمیوں، اقتدار پرستی ہوس رانی اور کوتاہ اندیشی کو چھپا کر یہ شوشہ اختراع کیا تھا کہ مشرقی پاکستان کی اکثریت باغی ہے اور وہاں کے عوام کے منتخب نمائندے وطن دشمن ہیں۔ پھر ان کے خلاف سنسنی خیز الزامات کی حد سے زیادہ تشہیر کر کے مغربی پاکستان کے عوام کو ان سے متنفر کیا گیا۔ پھر غاصب یحییٰ خاں کے دور میں جب مشرقی پاکستان میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی اور محب وطن پاکستانی اسے دیکھ کر تڑپ رہے تھے عیاش اور سفاک یحییٰ خاں اور اس کے سازشی ٹولے پر اس کا کوئی اثر نہیں تھا۔ انہوں نے عوام کے نمائندوں کو اعتماد میں لے کر بچاؤ کی کوئی صورت نہیں نکالی۔ یحییٰ خاں کی کج فہمی اور شیطان دماغی کی بدولت ہمیں المیہ مشرقی پاکستان اور سقوط ڈھاکہ کے ہولناک حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔

آج صوبہ سرحد میں مولانا مفتی محمود کو "بدعنوان، وطن دشمن اور قومی املاک میں زیاں کاری کا ذمہ دار گردانا جا رہا ہے مولانا مفتی محمود اپنے صوبے میں شیخ مجیب سے کم نہیں اور ملکی سیاست میں انہیں جو مقام حاصل ہے شاید صوبہ سرحد کی موجودہ رجیم اس سے بےخبر نہ ہوگی۔ صوبہ سرحد کی موجودہ وزارت کو اپنی نااہلیت، غفلت، کوتاہ اندیشی، فرض ناشناسی اور صوبے میں اسلامی اقدار کی پامالی سے عوام کی توجہ ہٹانے کی خاطر مخالفین پر بےسروپا اور بےبنیاد الزامات کے قرطاس ابیض شائع کرنے سے گریز کرنا چاہئے تھا۔ اس سے پہلے قرطاس ابیض شائع کرنے والے یحییٰ خاں کا حال شاید صوبہ کی حکومت سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ جمہوریت کش یہ مرد غاصب یحییٰ خاں اپنے چند مشیروں سمیت ذلت اور رسوائی کے عمیق غاروں میں گر کر اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا ہے۔ اگر آپ نے بھی جمہوری عمل کو روکنے اور عوامی رائے سے بغاوت کا سلسلہ شروع رکھا تو آپ کا حشر اس سے مختلف نہ ہوگا۔ جمہوریت اور انسانی حقوق کی جنگ لڑنے والے ضرور سرخرو ہوں گے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ قرطاس ابیض کذب و دجل عنایت اللہ گنڈاپور کی وزارت آشیرباد سے شائع ہوا۔ لیکن گنڈاپور صاحب نے اس پر دستخط کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی گنڈاپور صاحب میں اگر ذرا بھی اخلاقی جرأت ہوتی تو وہ یہ قرطاس ابیض شائع کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکتے انہیں معلوم ہو جاتا وہ کتنے پانی میں ہیں۔ وہ خود نو ماہ تک جس وزارت سے لپٹے رہے ہیں۔ آج اس کے خلاف قرطاس ابیض شائع کر کے خود کو بری الذمہ قرار دے رہے ہیں۔ شاید گنڈاپور صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ جمہوری اداروں میں کابینہ کی ذمہ داری مشترکہ ہوتی ہے۔ اگر واقعی مفتی صاحب کی وزارت میں بدعنوانیاں ہوئی ہیں تو گنڈاپور صاحب بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔ اس سوال پر غور کرنے اور ہر زاویے سے سوچنے سے اس ڈرامے کی قلعی کھل جاتی ہے۔ ہم گنڈاپور صاحب کو بھی مجبور سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی کوئی انتظامی اتھارٹی نہیں۔ وہ صرف گورنر اسلم خٹک کی خوشنودی اور لیلائے اقتدار سے ہم آغوشی کے لئے ہر صحیح اور غلط کو اپنے سر لینے کے لئے تیار ہیں۔ اسلم خٹک صاحب کی بھی خوش بختی ہے کہ انہیں گنڈاپور میسر آ گئے۔ اس پس منظر پر نظر ڈالنے کے بعد اب میں قرطاس ابیض میں سابق وزیر اعلیٰ سرحد مفتی محمود پر لگائے گئے الزامات کا تجزیہ کروں گا۔ کہ وہ کس حد تک وزنی ہیں اور ان میں کہاں تک سچائی ہے

سرحد کی موجودہ وزارت کو اعتراض ہے کہ مفتی صاحب کا وزیر اعلیٰ بن جانا درست نہ تھا کیونکہ ان کی پارٹی کو اکثریت

میں صرف پانچ نشستیں حاصل تھیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ صوبہ سرحد کے وزیروں کی فوج ظفر موج جمہوریت سے کلیتہً ناآشنا اور بے بہرہ ہے۔ اگر وہ جمہوری اقدار سے واقف اور جمہوری مزاج سے آشنا ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ مفتی صاحب کی صرف پانچ نشستوں کو "پارلیمان" میں کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ اب بھی جمہوریت سے شناسا لوگ اس حقیقت کا اظہار کرتے ہیں کہ صوبہ سرحد میں جمعیۃ کی حمایت کے بغیر مستحکم اور بااصول وزارت نہیں بن سکتی۔ مفتی صاحب کی جماعت کا منشور ہے۔ عوام کے مسائل حل کرنے اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ان کے پاس ایک جامع منصوبہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے نیپ کے ساتھ "پانچ نکاتی معاہدہ کیا" اور اپنے جماعتی منشور کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر اقتدار میں شریک ہوئے۔ نیپ کی پارلیمانی پارٹی اور اسلم خٹک کے یونائیٹڈ فرنٹ نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا۔ آپ نے صوبے میں جمہوری حکومت کے قیام کے لئے جو کوششیں کیں وہ ہنوز عوام کے ذہن سے محو نہیں ہوئیں۔

مفتی محمود نے نیپ کے ساتھ بااصول سمجھوتہ کیا اور اقتدار میں شریک رہ کر صوبے میں جو اسلامی اصلاحات کیں وہ اس صدی کی تاریخ کا ایک نمایاں باب ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے محدود اختیارات اور مرکزی حکومت کی تمام تر رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود صوبے میں شراب، جوئے، قماربازی، جہیز اور سود جیسی غیر اسلامی حرکات پر پابندی لگائی۔ احترام رمضان کا آرڈیننس جاری کیا۔ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں طلبہ کے داخلے کے لئے نماز باترجمہ اور قرآن پاک کا پڑھا ہوا ہونا لازمی قرار دیا۔ اسی طرح صوبے کی تعمیر وترقی کے لئے انہوں نے جامع منصوبہ بندی کی اور صوبے کو ایک تعمیری اور فاضل بجٹ دیا۔ اس قرطاس ابیض میں بعض ایسے الزامات لگائے گئے ہیں جن سے سرحد کی حکومت کی بدنیتی کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً مفتی صاحب ایک صوبے کے وزیراعلیٰ تھے۔ انہیں ہیلی کاپٹر کے استعمال اور خصوصی طیارہ چارٹرڈ کرنے کا حق حاصل تھا۔ اگر یہ حق جناب مصطفیٰ کھر، ممتاز بھٹو، معراج خالد اور ان کے وزراء کو حاصل ہے تو مفتی صاحب ان سے کم نہیں تھے۔

ایک الزام یہ لگایا گیا ہے کہ مفتی صاحب نے اسلحہ کے لائسنس جاری کئے اور اپنے حامیوں میں اسلحہ تقسیم کیا۔ اس مسئلے کو اس سے قبل بھی اچھالا جاتا رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اسلحہ رکھنا روایت ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کے عوام کے نزدیک جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ اسلحہ کے بغیر ناممکن ہے۔ سرحد میں زیادہ تر اسلحہ بلالائسنس رکھا جاتا ہے۔ جس سے مجرموں کی گرفتاری میں بہت دقت پیش آتی تھی اور جرائم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ اس لئے مفتی صاحب کی حکومت نے یہ پالیسی بنا رکھی تھی کہ بلالائسنس اسلحہ رکھنے کی حوصلہ شکنی کے لئے اسلحہ لائسنس دینے میں فراخدلی سے کام لیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں مجرم کی تلاش میں آسانی ہوگی۔ مفتی صاحب کے اس اقدام کی افادیت کو نظرانداز کرکے غلط رنگ پہنانا عقلمندی اور سمجھ کا ثبوت نہیں۔ ورنہ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ سرحد میں بے شمار وبے حساب اسلحہ تیار ہوتا ہے اور عوام میں اس کی کھلی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

ایک الزام یہ لگایا گیا ہے کہ مفتی صاحب نے ذاتی رہائش کو آراستہ وپیراستہ کرنے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کئے۔ ہمیں اس الزام میں ایک فیصد بھی سچائی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ مفتی صاحب کا درویشانہ فقر واستغناء اور شان بے نیازی ان کے ذاتی کردار کا ایک لازمی حصہ ہے۔ اسی لئے آپ نے صوبے کے چیف منسٹر کے لئے حاصل کردہ چار ہزار روپے ماہانہ کرائے کے بنگلے میں رہائش اختیار کرنے سے گریز کیا تھا اور پرانے سرکٹ ہاؤس میں رہائش اختیار کر رکھی تھی۔ اگر مفتی صاحب نے صوفے اور فرنیچر منگوایا بھی ہے تو وہ سرکاری رہائش گاہ کی ہی زینت بنا ہے، جسے مفتی صاحب وہاں ہی چھوڑ کر رخصت ہوگئے ہیں نہیں بلکہ مفتی صاحب اور آپ کے دو اور وزراء نے ۹ ماہ تک بلاتنخواہ اپنے فرائض نبھائے، اس سرکاری اور عمدہ قسم کے بنگلوں میں رہنا پسند نہ کرے وہ اپنی ذاتی نمائش اور زیب وزینت کے لئے سرکاری خزانے سے کس طرح ہزاروں روپے خورد برد کرسکتا ہے۔ اس قرطاس ابیض میں مفتی صاحب پر قانون کو خصوصی اختیارات سے رہائی دلانے اور ٹنک کینال کے منصوبے کے لئے حاصل کردہ رقم خورد برد کرنے کے سلسلے میں جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس کے جواب میں مفتی صاحب کے ایک انٹرویو کے اقتباسات نقل کئے دیتا ہوں جس سے یہ فیصلہ کرنے کے لئے آسانی ہو جائے گی کہ ان الزامات اور اتہامات کی حقیقت کیا ہے۔

مولانا مفتی محمود نے قتل کے ۲۸۰ مقدمات سیاسی بنیاد پر واپس لینے سے متعلق الزام کے بارے میں کہا کہ معلوم نہیں کہ عنایت اللہ گنڈاپور کو عدالتی فیصلوں پر اعتراض کیوں ہے۔ عدالتوں نے ہی فریقین کے بیان لئے تھے۔ وہ لوگ آپس میں صلح کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے عدالتوں کو ان کے راضی نامے قبول کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس لحاظ سے یہ ہمارا کارنامہ ہے کہ ہم نے صلح کرائی۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم کی (روزنامہ جنگ کراچی مئی ۱۹۷۳ء)

مولانا مفتی محمود نے چشمہ رائٹ بنک کینال کی رقم پشاور کی سڑکوں پر خرچ کرنے سے متعلق گنڈاپور کے الزام کے بارے میں کہا "معلوم نہیں گنڈاپور کو جھوٹ بولنے میں کیوں لطف آرہا ہے۔ پانی کی تقسیم کا مسئلہ پرانا تنازعہ ہے اور ہمارا یہ مطالبہ رہا ہے کہ مرکزی حکومت سرحد، پنجاب اور سندھ کے پانی کا تناسب متعین کرے اور چشمہ نہر کے ذریعہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے لئے پانی دیا جائے۔ جس سے پندرہ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہوگی۔ اس طرح پورا صوبہ سرحد غلے کے معاملے میں خودکفیل ہو جائے گا۔ ہمارا یہ تنازعہ مرکز سے جاری تھا۔ مرکز سے دیگر اختلافات کے ساتھ یہ چیز بھی شامل تھی۔ عنایت اللہ گنڈاپور میری کابینہ کے رکن تھے اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ "کابینہ" کی ذمہ داری مشترکہ ہوتی ہے۔ انہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ جھوٹ بول کر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کریں۔ عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ گذشتہ وزارت میں ان کا کیا کردار رہا ہے"

(روزنامہ جنگ کراچی مئی ۱۹۷۴ء)

ان بڑے بڑے الزامات کی حقیقت اور وزن کی وضاحت ہو جانے کے بعد چھوٹے چھوٹے الزامات کے بارے میں گفتگو کرنا ضیاع وقت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ مفتی صاحب کی حکومت سے جو غلطیاں ہوئی ہیں اور جن کا اظہار حقیقت پسند لوگوں کا ایک حلقہ کرتا رہا ہے۔ اس قرطاس ابیض میں ان کا تذکرہ تک نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ وہ دونوں داغ گنڈاپور کے دامن پر ہیں۔ مفتی صاحب نے اپنی وسعت نظری، فراخدلی، دوراندیشی، بلند کردار، فراست اور پختگی فکر کی وجہ سے اس حقیقت کا سامنا کیا اور اعتراف کیا کہ ان کی حکومت پر واقعی ان دو بدعنوانیوں کا تعلق گنڈاپور سے ہے۔ مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ گنڈاپور نے وزیر مال ہوتے ہوئے "سیاسی رشوت" کے طور پر "متحدہ محاذ" کے ارکان کو لاکھوں روپے کے تقاوی قرضے دیئے اور اس سلسلہ میں گورنر اور وزیراعلیٰ کو بے خبر رکھ کر انہیں دھوکا دیا بلکہ مفتی صاحب نے یہ چیلنج کیا کہ اگر گنڈاپور میں اخلاقی جرأت ہے، تو وہ ان لوگوں کی فہرست شائع کریں جنہیں یہ قرضے بانٹے گئے اور غلط طور پر نوازا گیا۔

یاد رہے کہ مفتی صاحب کی حکومت کے دوران صوبے میں تقاوی قرضے بلاسود تھے۔ لیکن اب گنڈاپور صاحب نے تقاوی قرضوں پر ساڑھے سات فیصد سود کا اعلان کیا ہے۔ دوسری بدعنوانی تحصیلداروں کی بھرتی کے بارے میں ہے۔ گنڈاپور نے اسلم خٹک اور "متحدہ محاذ" کے دیگر ارکان سے سازباز کرکے آٹھ تحصیلدار بھرتی کرلئے اور اس سلسلے میں بھی وزیراعلیٰ اور گورنر کو لاعلم رکھا۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا کہ گنڈاپور ان تحصیلداروں کے نام بتائیں۔ ایک خود ان کے سیکرٹری کا بیٹا ہے جسے ہر طرح ناموزوں قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ دیگر تحصیلداروں میں محاذ کے ارکان کے بھائی اور بھتیجے شامل ہیں۔ ہماری حکومت پر یہ دو بدنما داغ گنڈاپور کی وجہ سے لگے۔ ہم نے اس سلسلے میں تحقیقات شروع کی تھی۔ لیکن اس کے فوراً بعد ہماری وزارت ختم ہوگئی۔

یوم استغفار

چنیوٹ میں حالیہ سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد ۶ ستمبر کو یوم استغفار منایا گیا۔ عیدگاہ میں ہزاروں مسلمانوں نے جمع ہوکر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور استغفار کیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالوارث صاحب اور حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ حالیہ سیلاب ہمارے اجتماعی گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اپنی حالت سدھارنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

پندرہ روزہ اسیری کی روداد

قسط ۱

قانون کے محافظ

لاقانونیت کی زد میں

(از جناب قاضی محمد سلیم صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ قانونی مشیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام)

۵ بجے شام وکلاء کی ڈیفنس کمیٹی کا اجلاس۔ نکلسن روڈ پی۔ ڈی پی کے دفتر میں طلب کیا گیا۔ جناب رفیق احمد بنگش ایڈووکیٹ سپریم کورٹ۔ کے بعد میں بھی وہاں پہونچا۔ میرے بعد چوہدری محمد انور بھنڈر ایڈووکیٹ سابق سپیکر مغربی پاکستان اسمبلی اور سردار خضر حیات ایڈووکیٹ تشریف لائے۔ بعد میں چوہدری قمر الدین میو بھی آ گئے۔

خواجہ محمد صفدر ایڈووکیٹ سینٹر بھی جو متحدہ محاذ کے صدر (پنجاب) ہیں۔ تشریف لے آتے۔ انہوں نے کل یعنی ۵/۹ کو جیل سے رہائی پائی تھی۔ جبکہ ان کی ضمانت کی درخواست ہائی کورٹ میں جناب مسٹر جسٹس صمدانی صاحب نے زیر رول ۳۲/۵ ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت سماعت کی۔ ان کی درخواست ضمانت میں میرے علاوہ چوہدری محمد انور بھنڈر سردار خضر حیات اور چوہدری قمر الدین میو پیش ہوئے تھے خواجہ صفدر صاحب نے تمام مقدمات کے متعلق جو کہ تحریک کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والے ملزمان کی طرف سے چل رہے ہیں ابھی بات ہی شروع کی تھی کہ خواجہ صادق کاشمیری نے آ کر بتایا۔ کہ ایس پی صاحب اور پولیس کی بھاری جمعیت نے دفتر کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اسی اثناء میں۔ ایس پی صاحب سول لائنز آ گئے۔ اور آتے ہی انہوں نے انگریزی میں کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو گرفتار کرنا ہے۔ خواجہ صفدر صاحب نے کہا تمام ساتھیوں کو؟ تو ایس پی نے اثبات میں جواب دیا۔ اس اثناء میں آنے والے وکلاء کے لئے۔ نوابزادہ صاحب نے چائے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ وہ میز پر آ چکی تھی۔ جلدی سے تمام اصحاب نے چائے پی۔ اور نوابزادہ صاحب نے "تہمد" اتار کر شلوار پہن لی

ایک ہیڈ کانسٹیبل نے ٹیلیفون کا کنکشن کاٹنے کی کوشش کی۔ مگر ایس پی نے اُسے منع کر دیا اور کہا کہ مت کرو۔ ابھی چلتے ہیں۔

نوابزادہ نصر اللہ خاں کو دو آدمی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے اور کھانا کھانے کے بعد ساتھ والے کمرہ میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ اُن کو بھی ایک تھانیدار نے جگا دیا اور ساتھ چلنے کو کہا۔ چنانچہ سب لوگ باہر آ گئے اور ایک پولیس پک اَپ میں بیٹھنے لگے۔ میری عینک پیچھے رہ گئی تھی۔ میں نے اُن کو بتایا کہ میں عینک لے لوں۔ چنانچہ میں واپس آیا اور عینک جو میز پر پڑی تھی۔ اٹھالی۔ ٹیلیفون جو کمرہ سے باہر زمین پر پڑی تھی کا ریسور اترا ہوا تھا۔ مگر اس میں آواز تھی۔ میں نے فوراً فون پر اپنے گھر کا نمبر ڈائل کیا۔ بیوی نے اٹھایا میں نے اسے بتایا کہ پولیس ہمیں گرفتار کر کے لے جا رہی ہے پہلے تو نہ مانیں۔ مگر بعد میں نے انہیں یقین دلایا۔ کہ یہ حقیقت ہے۔ چنانچہ میں یہ بات بتا کر گاڑی میں آ کر سوار ہو گیا۔ ہمیں سول لائنز لا کر۔ ڈی۔ ایس۔ پی کے کمرہ میں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ بجلی کا پنکھا چلا دیا گیا۔ ہم ۴/۳-۵ بجے شام سول لائنز پہنچ گئے تھے۔ تمام پولیس افسر ہمیں یہاں بٹھا کر خود چلے گئے۔

یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ جب پی ڈی پی کے دفتر میں ایس پی صاحب نے گرفتاری کا مژدہ سنایا۔ تو ہمارے ساتھی رفیق احمد خاں بنگش نے دریافت کیا۔ کہ آپ کے پاس ہماری گرفتاری کے کوئی وارنٹ یا کاغذات ہیں تو S.P نے کوئی کاغذ وغیرہ نہ دکھایا۔ اور یہ بھی نہ بتایا کہ آپ کو کیوں گرفتار کیا جا رہا ہے اور کس دفعہ اور کس قانون میں۔

کوئی ½۷ بجے خواجہ صفدر صاحب کو ایک پولیس بلا کر لے گیا۔ ہماری دریافت پر کہ انہیں کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ کوئی جواب نہ دیا گیا۔ بعد میں نوابزادہ نصر اللہ خاں کو رات کے ۹/۱۵ بجے ایک اور پولیس افسر بُلا کر لے گیا۔ اس وقت بھی ہمیں نہ بتایا گیا کہ انہیں کہاں لیجایا جا رہا ہے۔ تمام کام پُراسرار انداز میں ہو رہے تھے۔ اور ہم سب اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے کہ اب ہمیں حوالات میں ڈالا جائے گا۔ پھر رات کے سناٹے میں ہمیں۔ قلعہ یا سی آئی اے لے جائیں گے۔ تشدد ہو گا۔ جس کے لئے ہم سب تیار تھے۔ رات کے ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے کا وقت بہت ہی پُر اسرار تھا۔ باہر گاڑیوں کے آنے جانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ پولیس والے ادھر اُدھر تیزی سے چل رہے تھے اور ہم ابھی تک اندھیرے میں تھے۔ کہ ہمیں کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ خواجہ صفدر اور نوابزادہ صاحب کہاں ہیں۔ سب خیال ذہن میں آتے رہے کہ دو گاڑیاں (پولیس وین) ڈی ایس پی کے کمرہ کے باہر لگ گئیں۔ اور ہمیں اُن میں بٹھا دیا گیا۔ نامعلوم کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایس پی کی آواز آئی۔ کہ نوابزادہ صاحب کو بلایا جاتے۔ وہ آ گئے۔ اور دوسری گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ایک پولیس افسر ہماری گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور ڈرائیور کو کہا۔ کہ ڈی۔ سی۔ آفس چلو۔ (ضلع کچہری) چنانچہ ۱۲ بجے رات کو ہمیں وہاں ایک مجسٹریٹ رانا شوکت علی کے پاس پیش کیا گیا۔ انہوں نے بُرے انداز میں پولیس افسران سے پوچھا۔ بھائی انہیں کیوں لائے ہو۔ کیا بات ہے۔ ایک پولیس افسر نے چند کاغذات مجسٹریٹ کے سامنے رکھ دیئے۔ انہوں نے تمام ملزمان کے نام پکارے ماسوائے اُن کے جن کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔ پھر کہا۔ کہ آپ کو پولیس نے دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ ضابطہ فوجداری کے تحت گرفتار کیا ہے۔ مگر میں آپ لوگوں کو ڈسچارج کرتا ہوں۔ ہمارے ذہن میں یہ بات بھی نہ آئی کہ یہ تمام ڈھونگ کیوں رچایا جا رہا ہے۔ ایک دفتر کے پرائیویٹ کمرہ میں ہم وکلاء میٹنگ کر رہے تھے۔ اور اس پر ہمیں گرفتار کر کے اندیشہ نقص امن میں پکڑ لیا گیا۔ قانون کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ لاقانونیت کو قانون کا نام دے کر مہذب معاشرہ کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے مجسٹریٹ صاحب نے پولیس کو کہا۔ کہ آپ لوگ جائیں۔ میں نے ان کو ڈسچارج کر دیا ہے۔ حکومت کی عیاری اور مکاری کا اندازہ آپ خود لگا لیں۔ کہ جب ہم باہر نکلے تو پولیس نے نظر بندی کے احکامات کے پروانے ہاتھ میں دیدیئے۔ یہ احکامات ہوم سیکرٹری کے دستخط شدہ تھے۔ اور ڈیفنس آف پاکستان رولز کی دفعہ ۳۲ کے تحت تھے۔ اور تمام ساتھیوں کو مختلف مقامات پر نظر بند رہنے کا حکم تھا۔ یہ حکم ۱۵ دن کی نظر بندی کا اس وقت سے شروع ہوتا تھا۔ جب اس حکم کی ہمیں اطلاع ہو جائے۔ چنانچہ رات کے بارہ بجکر دس منٹ پر تمام نے اپنے اپنے پروانہائے نظر بندی وصول کر لئے۔

۷/۹ - ہمیں ضلع کچہری سے پھر سول لائنز لایا گیا اور اُسی کمرہ میں جہاں ہم پہلے بیٹھے تھے، وہاں بٹھا دیا گیا۔ اس دوران کسی ذات شریف نے یہ دریافت کرنے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی۔ آپ لوگوں نے رات کا کھانا کھایا ہو گا۔ گھروں سے منگوا لیں۔ پیسے دے دیں۔ ہم آپ کو بازار سے منگوا دیں۔ نہیں۔ البتہ ایس پی صاحب نے ایک مرتبہ چائے کا پوچھا۔ مگر ساتھیوں نے شکریہ ادا کر کے معذرت کر لی۔ بہر حال انہوں نے اپنی جیب خاص سے ہم سب کو ٹھنڈا "پیپسی کولا" پلوایا۔

ہوم سیکرٹری۔ جناب نقی الدین پال کے حکم کے مطابق مجھے اور میاں محمد اسلم (صاحبزادہ) کو سرگودہا جیل۔ سردار خضر حیات اور رفیق احمد بنگش کو میانوالی جیل۔ اور چوہدری قمر الدین میو اور نذیر بٹ کو کیمبلپور جیل۔ خواجہ صادق کاشمیری، شیخوپورہ جیل میں بھجوایا جانا تھا۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں اور چوہدری محمد انور بھنڈر کو اپنے گھروں میں رہنے کا حکم ملا۔

رات کے ڈیڑھ بجے۔ مجھے۔ میاں محمد اسلم (صاحبزادہ) خان رفیق بنگش۔ اور سردار خضر حیات کو ایک تھانیدار نے نام لے کر باہر بلایا۔ ایک پولیس کی لاری میں۔ جس میں سیٹیں نہ تھیں۔ صرف سائیڈوں پر "پھٹے" لگے ہوتے تھے۔ اور چھت و دائیں بائیں ترپال تھی۔ پیچھے سے کھلی تھی۔ اور پیچھے سے گرد کے اندر آنے کے امکانات روشن تھے۔ پر بٹھایا۔ شیخوپورہ لائلپور کے راستہ سرگودھا کی طرف روانگی کی۔ ہمارے ساتھ دو گاڑیاں تھیں۔ ایک تھانیدار اور چار سپاہی۔ میرے اور میاں محمد اسلم کے لئے سرگودھا تک کے لئے تھے۔ اور دوسری گارد نے ہمارے دو ساتھیوں رفیق بنگش صاحب اور سردار خضر حیات صاحب کو میانوالی پہنچانا تھا۔

پولیس والوں کی مہمان نوازی۔

شیخوپورہ پر حسب ہدایت ایس۔ پی صاحب۔ کہ راستے میں ان نظر بندوں کو کھانے پینے دیا جائے۔ ہم نے استدعا کی۔ کہ ہم یہاں چائے پی لیں۔ لاری رکی۔ وہ تھانیدار صاحب جن کا نام قصور خاں ہے جو میانوالی گارد کے انچارج تھے نے ایک سپاہی کو حکم دیا۔ کہ میرے لئے "کوکا کولا" لے آؤ۔ لیکن

گیا تھا۔ کوکا کولا تمام سپاہی پی رہے ہیں اور ہمارے سامنے بھی کوکا کولا آگیا۔ "او فلاں" ایک سپاہی کو آواز دی۔ دیکھو سامنے دکان پر کوئی مٹھائی اچھی ہے۔ تو وہ بھی لاؤ۔ اور چائے میں جلدی کرو ہم نے دور جانا ہے۔ وغیرہ۔ ہم پولیس والوں کی اس تواضع کو خلاف توقع سمجھے۔ سب کچھ کھانے پینے کے بعد۔ بل کی ادائیگی کسی پولیس والے نے نہ کی اور ہمارے ساتھی بنگش صاحب نے پچاس روپے کا نوٹ نکال کر دیا اور اس طرح ہم وہاں سے اللہ اللہ کر کے۔ لائلپور کی طرف روانہ ہوئے۔

پولیس والوں کی مستعدی

رات کا آخری وقت تھا۔ ٹھنڈی ہوا تھی۔ لاری چل رہی تھی۔ پھٹے پر بیٹھے ہوئے لطف آ رہا تھا۔ نیند کا نام نہیں مگر ہمارے محافظ ایک ایک کر کے لیٹتے گئے۔ بندوقیں نیچے لڑھک رہی ہیں۔ کوئی بیٹھے ہوئے اونگھ رہا ہے۔ غرضیکہ ہمارے محافظ سو گئے۔ اور ہم جاگتے رہے لطف کی بات یہ کہ جس کسی کو پیشاب آتا۔ وہ لاری کے پچھلے حصہ میں پہنچ کر۔ کھڑے کھڑے ایک ہاتھ چھت کا جنگلا پکڑتا اور دوسرے ہاتھ سے پتلون کے بٹن کھول کر۔ پیشاب کر رہا ہے۔ لاری چل رہی ہے اور یہ فرنگی کے چیلے۔ کھڑے کھڑے فارغ ہو رہے ہیں۔ نہ استنجا۔ نہ ہاتھ دھونے۔ نہ گاڑی ٹھہرانی۔ میرے ساتھ میاں اسلم صاحبزادہ بیٹھے ہوتے تھے۔ وہ آہستہ سے ذرا دراز ہوتے اور اپنا سر میری طرف کر کے ایک سپاہی کی طرف پاؤں پھیلانے لگے۔ میں تھوڑا دور کھسکا: تاکہ وہ کچھ ستالیں۔ مگر وہ صرف کمر ہی سیدھی کرتے رہے۔ جناب رفیق بنگش صاحب میرے ساتھ جاگتے رہے اور ذرا بھر تھکاوٹ کا احساس نہ دلایا۔ سردار خضر حیات صاحب فرنٹ سیٹ پر اے۔ ایس۔ آئی حق نواز کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اُن سے ہمارا چلتے ہوئے کوئی رابطہ نہ ہوتا تھا۔

صبح کی نماز

صبح کی نماز کے لئے لاری رکوائی گئی۔ مگر پولیس والے محافظوں میں سے ایک کو بھی اللہ تعالےٰ کے حضور سر جھکانے کی توفیق نہ ہوئی۔ البتہ ادھر ادھر بھاگتے پھرتے رہے۔ شاید فراغت کے لئے اور پھر کیکر کی ٹہنیاں کاٹ کر مسواک بنا کر دانت صاف کرتے رہے۔

سرگودھا

صبح ۷ بجے بخیریت تمام ہم سرگودہا۔ ڈسٹرکٹ جیل کے دروازے پر پہنچ گئے۔ لاری۔ میانوالی لیجانے والے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہو گئی۔ اور ہمارے ساتھ ایک اے۔ ایس۔ آئی اور ۲ سپاہی اترے۔ جیل افسران کو اطلاع دی گئی۔ تھوڑی دیر بعد حکم ہوا۔ کہ پہلے دروازہ سے اندر آیا جائے۔ چنانچہ ہم اندر لے جائے گئے۔ یہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب ہیں۔ علیک سلیک کے بعد انہوں نے کہا۔ آپ لوگوں نے منہ ہاتھ دھونا ہوگا۔ جی ہاں دھونا تو ہے۔ مگر ایک استدعا ہے کہ جیل جانے سے قبل ہمیں۔ کچھ ناشتہ وغیرہ منگوا دیجیے۔ تاکہ کچھ نفس کو مطمئن کیا جا سکے۔ جی ہاں۔ ابھی کرتا ہوں۔ جی بہت اچھا۔ مگر عملاً کچھ بھی نہیں کیا۔ اور ایک جمعدار کو یہ کہتے ہوئے۔ کہ ان کو لوٹا وغیرہ دے دینا۔ اور جمعدار سے صفائی بھی کرا لو۔ ہمیں حکم دیا کہ اس کے ساتھ جائیں۔ آپ دوسرے دروازے کے اندر داخل ہوئے۔ چکر۔ کی طرف بائیں جانب مڑے اور صحن کا تالہ کھول کر۔ ہمیں اندر لایا گیا۔ ایک کوٹھڑی جس کی چوڑائی ۶ فٹ اور لمبائی ۹ فٹ ہو گی۔ وہ ہم دونوں ساتھیوں کو رہائش کے لئے عطا ہوئی۔ ڈپٹی صاحب نے ایک آدمی کو یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ ان کے کمرہ میں پنکھا لگانا ہے۔ مگر کیا مجال کہ جیل کا کوئی ان کے اشارے کو سمجھے۔ پنکھا لگانا ہے۔ کب؟ وہ ماتحت عملہ جانتا ہے۔

ہمارے لئے سانپ لایا گیا۔

ایک چھوٹا سا صحن۔ اور یہ کمرہ ہماری ملکیت ہے۔ جمعدار آیا۔ اس نے نالیاں دھونی شروع کر دیں۔ ایک قیدی آیا۔ اس نے زمین پر افسران کے حکم کی تعمیل میں ہمارے لئے دو عدد گرد آلود کمبل بچھا دیئے۔ اور چند ہی منٹوں بعد ہمارے لئے "مونجھ" کی چٹائیاں لائی گئیں اور دو عدد دریاں بھی۔ چٹائیوں اور دریوں کی لمبائی اور چوڑائی اتنی تھی۔ کہ آدمی سیدھا لیٹ سکتا تھا یہ بہت غنیمت ہے۔ کس طرح سے سانپ لایا گیا۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر وہ بہت ہی سمجھدار تھا کہ اس نے اپنا نشانہ کسی اور کو نہ بنانا چاہا۔ کہ ایک نمبردار (قیدی) نے اسے ہمارے کمرے میں مارنا شروع کر دیا۔ اور وہ باہر کو بھاگا۔ میں اور میرا ساتھی تماشا دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں سپرنٹنڈنٹ جیل بھی آ گئے۔ ڈپٹی بھی ساتھ تھے۔ کمرے سے دو قدم ہی باہر سانپ کو مار ڈالا گیا۔ سپرنٹنڈنٹ نے بڑی تمکنت سے فرمایا۔ "آپ کی بلا ٹل گئی"۔ مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

بجلی کی تاریں جل گئیں

میں اور میرا ساتھی۔ ابھی ناشتے کی بات کر ہی رہے تھے کہ ساڑھے نو بجے ہمارا ناشتہ آ گیا۔ میرے ساتھی۔ گرفتاری سے قبل ہی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اُن کو پرہیزی کھانا اور ناشتہ چاہیے تھا۔ چنانچہ جو ہمارا ناشتہ آیا۔ وہ چھلکوں والی دال ماش کا سالن جس میں جھینگر اور مکوڑے پکے ہوئے تھے اور روٹی میں چیونٹیاں اور ریت زیادہ تھی۔ آٹا کم۔ میں نے تو اللہ کا نام لے کر تھوڑا سا کھا ہی لیا۔ مگر میاں اسلم کو خود ہی منع کر دیا۔ کہ بیماری کہیں زیادہ نہ ہو جائے۔ ہم شکایت بار بار کرتے رہے۔ کہ ابھی پنکھا نہیں لگا۔ روزانہ مشرق حاکمین وزیر جیل خانہ جات کا بیان آتا ہے کہ سیلوں میں پنکھے لگائے گئے ہیں۔ تو جواباً فرمایا گیا۔ کہ بجلی کے بورڈ جل گئے ہیں۔ تاریں جل گئی ہیں۔ ابھی پنکھا نہیں لگ سکتا۔ تعجب ہے پنکھے لگنے کے ساتھ بجلی کی فراہمی کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ بہر حال شام پانچ بجے پنکھا لگایا گیا۔ اب بجلی ندارد۔ پھر ایک قیدی جو بجلی کا کام جانتا تھا۔ وہ آیا۔ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے کہنے پر اُس نے کنکشن کر دیا۔ جس سے ہمارا پنکھا چلنے لگا۔ مگر پنکھا تھوڑی تھوڑی دیر بعد بند ہو جاتا۔

میاں محمد اسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی۔ چنانچہ شور مچایا کہ ڈاکٹر صاحب کو بلایا جائے۔ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سرگودھا ہسپتال اور کمپونڈر تصدق حسین تشریف لائے اور دوائی لکھوائی گئیں۔ اور تھوڑی دیر بعد دوائی آ گئی۔ جو میرے ساتھی نے کھانی شروع کر دی۔

۸/۹ - صبح کا ناشتہ بھنے ہوئے چنے (جو جانور بھی نہ کھا سکیں) اور "گڑ" لایا گیا۔ ہم نے بسم اللہ کر کے کھایا۔ میں نے اپنے ساتھی کو چنے نہ کھانے دیئے۔ اُن کے اُبلے ہوئے (مگر کچے) چاول لائے گئے۔ انہوں نے وہ کھائے۔ اور اپنے پیٹ کی آگ بجھائی۔ اس کے ساتھ دودھ بھی لایا گیا۔ جو کہ پانی میں صرف رنگ بدلنے کے لئے دودھ ملایا گیا تھا۔

پہلی ملاقات

تقریباً ½۱۰ بجے سپرنٹنڈنٹ صاحب کا بلاوا آیا۔ کہ دفتر میں یاد فرمایا ہے۔ میں گیا۔ وہاں میرے چھوٹے بھائی اور لڑکا تاثیر سلیم آئے ہوئے تھے۔ بھائی صاحب ذرا جذباتی ہونے لگے تو میں نے انہیں منع کیا۔ بہر حال خیریت معلوم ہوئی۔ جیل قوانین کے مطابق جو اشیاء مجھے دی جا سکتی تھیں وہ انہوں نے مجھے دیں۔ ابھی وہیں سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دفتر میں بیٹھے تھے کہ ہوم سیکرٹری صاحب کی ٹیلی فون آئی۔ کہ میری والدہ اور بیگم ملنے آ رہی ہیں۔ اُن سے بھی میری ملاقات کرا دی جائے۔

تھوڑی دیر بعد میری والدہ اکرم اور بیگم تشریف لے آئے۔ والدہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگا کر کافی دیر تک دعائیں دیں۔ بیگم سے گھر کے احوال معلوم ہوئے اور مزید معلوم ہوا کہ میرے رفقاء و وکلاء صاحبان نے ہائی کورٹ میں 8/9/73 کو یعنی آج ہی رٹ دائر کر دی ہے۔ مگر سماعت آج نہ سکتی تھی۔ کیونکہ فاضل جج صاحب نے فرمایا کہ میں کسی آدمی کے ساتھ ترجیحی سلوک کرنا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا وہ ہائی کورٹ کے رولز کے مطابق بروز سوموار سماعت کے لئے پیش ہو گی۔ حالانکہ حبس بے جا کے مقدمات کی سماعت کے لئے مقدمہ کی سماعت اُسی روز کی جا سکتی تھی۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب کو میں نے بتایا کہ اگرچہ ہماری نظر بندی کے احکامات میں جیل میں ہماری کسی "کلاس" کا اندراج نہیں ہے۔ تاہم ۱۹۶۱ء کے رولز کے تحت ہمیں کسی بھی صورت میں "سی کلاس" میں نہیں رکھا جا سکتا۔ انہوں نے لاہور میں ہوم سیکرٹری صاحب سے اس بات کی وضاحت چاہی۔ مگر کسی دفتر سے اُن کو جواب نہ مل سکا۔ لہٰذا ہمیں "سی" کلاس نظر بند ہی تصور کیا گیا۔

ملاقات کے بعد بھائی۔ بیٹا۔ والدہ اور بیگم واپس لاہور روانہ ہو گئے۔ جیل کے نمبردار اور باقی چھوٹے طبقے کے ملازمین بہت خلوص اور پیار سے بات کرتے رہے۔ اور قوانین کے اندر ہوتے ہر قسم کا تعاون کیا۔

میرے ساتھی میاں محمد اسلم۔ بیچارے۔ ایک بش شرٹ اور پتلون میں گرفتاری کے وقت ملبوس تھے۔ قانون کے مطابق نظر بندوں کو لواحقین لباس فراہم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے ساتھی کو "دیں" کا کرتہ۔ اور ایک دھوتی دی جس میں انہوں

نے سکون محسوس کیا۔ رات کو ہمیں کھانے میں پیٹ کی خرابی کی وجہ سے اُبلے ہوئے چاول، اور دودھ ملا۔ اصل میں پانی میں دودھ ملایا گیا تھا جس سے صرف پانی کی رنگت سفید ہو گئی تھی۔ اللہ اللہ کر کے رات کو سو گئے۔ چونکہ گذشتہ رات کے جاگے ہوئے تھے۔ اس قیدو بند کی یاد ہی بھول گئی صبح نماز کے وقت ہی آنکھ کھلی۔

۹/۹ - صبح ناشتہ حسب معمول بھنے ہوئے چنے اور گڑ آیا مگر ہم نے واپس کر دیئے۔ میرے گھر والے کچھ اشیائے خوردنی سپرنٹنڈنٹ کی اجازت سے بھیجے دے گئے تھے تو ہم نے ان سے ناشتہ کیا۔ اور دوپہر کا کھانا اچار اور چٹنی سے کھایا۔

دس بجے کے قریب سپرنٹنڈنٹ صاحب تشریف لائے۔ ہماری خیریت دریافت کی۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم دونوں خوش و خرم تھے۔ وہ ہمیں مل کر چلے گئے میں نے ان سے استدعا کی کہ مجھے قلم اور کاغذ دیا جائے۔ تاکہ میں اپنی نظر بندی کے متعلق درخواست براہ راست ہائی کورٹ کو تحریر کر کے بھیج دوں۔

مگر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فرمایا۔ کہ ہم قانوناً آپ کو یہ چیزیں فراہم نہیں کر سکتے۔ البتہ اتنی مہربانی کی گئی۔ کہ ہمیں اپنے پیسوں سے جو کہ ہمارے جیل میں آنے سے قبل انہوں نے اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔ اخبارات اور وہ بھی ٹرسٹ کے منگوانے کی اجازت دے دی۔

۱۰/۹ - آج نہ ہی سپرنٹنڈنٹ صاحب تشریف لائے اور نہ ہی ڈپٹی صاحب۔ مگر ماتحت عملہ کے لوگ آتے رہے اور ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ ہم نے جیل کے دھوبی کو کپڑے بھی بھجوا دیئے۔ اور ایک آدمی (قیدی) نے جو باقی قیدیوں پر مجعدار تھا۔ ہمارے لئے پانی کے گھڑے بھی بھروا دیے۔ ہمیں جو لوٹا ملا ہوا تھا۔ وہ بھی کوئی "آثار قدیمہ" سے لایا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ غسلخانے میں جانے سے وہ اپنا پانی ایک تیز سی دھار کے ذریعے گرا دیتا ہے۔ یعنی جب تک ہم میں سے کوئی فارغ ہو لوٹا پانی سے فارغ ہو جاتا۔

مکھیاں اور مچھر

ایک محتاط اندازے کے مطابق۔ ہزاروں مکھیاں صبح ہوتے ہی ہمارے اوپر یلغار کر دیتی ہیں۔ اور وہ اتنی ہوشیار اور سیکھی ہوتی ہیں۔ کہ مجال ہے۔ ہمیں نشانہ بنانے سے چوک جائیں اور مچھر وہ تو ماشاء اللہ کانوں میں ایسا رس گھولتے ہیں کہ زندگی میں پہلے اُن کے نغمے نہ سنے تھے۔ یہ تو بھلا ہو۔ کمپونڈر تصدق صاحب کا کہ انہوں نے ہماری درخواست پر غور کیا اور مچھر مار دوائی بھجوا دی۔ جس سے قدرے بچاؤ ہو گیا۔ ورنہ نظر بندی کے ایام ختم ہونے سے پہلے ہی ہم شاید اللہ کے حضور پہنچ جاتے۔ کیونکہ دن کو مکھیاں۔ اور رات کو مچھر اپنے اپنے کام پر مامور تھے۔

بھڑوں کا چھتہ

ہمیں ہماری کوٹھڑی میں ابھی سورج کھڑا ہوتا تھا یعنی ڈھلی عصر کے وقت تو ایک نمبردار (قیدی) آ کر حکم دیتا ہے۔ گنتی کرنی ہے جناب والا!! پہلے دن تو ہم نہ سمجھے۔ مگر بعد میں پتہ چلا۔ کہ اب آپ لوگ کوٹھڑی میں جائیں۔ حکم کی تعمیل کر کے آ گئے تو باہر سے لوہے کی سلاخوں والا دروازہ بند کر کے کوئی دو سیر کا وزنی تالا لگا دیا گیا۔ اب اگر پیشاب آ گئے۔ حاجت محسوس ہو۔ تو اسی جگہ ہی کر لیا جائے۔ شکر ہے کہ ایسی ضرورت پیش نہ آئی۔ صبح نماز کے وقت دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ ہماری اس رہائش گاہ کے صحن کے دروازہ میں داخل ہوتے ہی بھڑوں کا چھتہ تھا۔ جس وقت ہی آنے جانے کے لئے قریب سے گزر ہوتا۔ تو یہ مہربان حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

قائد اعظم کا یوم وفات

۱۱/۹ - آج قائد اعظم کا یوم وفات ہے۔ ایک عظیم پاکستان کے بانی کا یوم وفات۔ اور جب اس ملک کی تاریخ پر ذہن کو چلایا تو کافی دیر تک سوچتا رہا۔ کہ کیا خدانخواستہ ایسا ممکن تو نہیں کہ اب جو پاکستان بچ گیا۔ وہ بچ جائے گا۔ اللہ پاک اس مختصر سے ملک کی حفاظت فرمائیں۔ مگر آثار ایسے پیدا کئے جا رہے ہیں کہ جس سے ذہن میں عجیب عجیب خیالات رونما ہوتے ہیں۔

پاکستان کا مطلب کیا

لا الہ الا اللہ

وہ کون تھے جنہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا۔ وہ کہاں گئے جنہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا۔ کیا یہ اپنے مولا سے فریب تو نہیں تھا جس کے نتیجہ میں آج ایک بازو کٹ گیا۔ اور دوسرے کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ سیلاب کیوں آیا؟ کیا ہمارا رب ہم سے ناراض تو نہیں۔ کیا ہم اس کے دین کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم نے اس ملک میں شراب بند کی۔ جوا بند کیا۔ زنا بند ہوا۔ ناچ بند ہوئے۔ سینماؤں میں کمی ہوئی۔ مسجدوں میں نمازی بڑھے آخر کیا وجہ ہے۔ کہ ملک میں مہنگائی اس قدر زیادہ ہو گئی۔ کہ غریب اور متوسط درجہ کے لوگ بلبلانے اور چلانے لگ گئے ہیں۔ یہ ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ کسی نے اپنا محاسبہ کیا۔ مشرقی پاکستان کے کٹ جانے کے ذمہ دار لوگوں کو سزا ملی؟ یہ سوالات ذہن کو مفلوج کرتے جا رہے تھے۔ اور اسی تذبذب میں دن گذر گیا۔ اور میں سوچتا رہا کہ قائد اعظم کے قاتل کہاں ہیں۔ شہید ملت لیاقت علی خاں کے قاتل کیا ہوئے۔ اس سے زیادہ یہ سوچتا رہا کہ ملک کے قاتل کہاں ہیں۔ کیا یہ مفروروں کا ملک ہے۔ جو کوئی بھی چاہے۔ کر جائے اور اُسے قانون نہ پکڑ سکے۔ اور نہ سزا دے سکے۔ آئین بنتے رہے۔ ٹوٹتے رہے۔ تعزیرات موجود ہیں۔ مگر سزا نہ کسی کو ملنی تھی اور نہ ملی۔ بس ہر حکومت حزب اختلاف کو غدار کہتی چلی آئی۔ اور اگر حکومت کا ساتھ دیا جائے۔ تو وفادار ورنہ غدار۔

۱۲/۹ سپرنٹنڈنٹ نے دفتر میں طلب فرمایا۔ ابھی تک چونکہ ہمیں نظر بند ہوئے پانچواں دن ہے۔ ہماری کلاس کا تعین نہیں ہو پایا کہ ہم "اے" کلاس کے نظر بند ہیں۔ یا "بی" کلاس کے یا "سی" کلاس کے۔ نہ لاہور سے رابطہ ہوا۔ اور نہ ہی ہمیں اپنی حیثیت معلوم ہوئی۔

دوسری ملاقات

سپرنٹنڈنٹ کے کمرہ میں میرے لڑکے کو بلایا گیا۔ وہ لاہور سے گذشتہ رات سرگودھا پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھی تھے۔ مگر وہ تو ملاقات کے لئے نہ آ سکے۔ کیونکہ ہوم سیکرٹری صاحب کی اجازت نہ تھی۔ خط و کتابت کے لئے حسب قانون اجازت مل گئی۔

میرے ساتھی۔ میاں محمد اسلم کی ملاقات کے لئے ابھی تک کوئی نہیں آیا۔ وہ اپنی والدہ کے لئے کچھ پریشان تھے۔ مگر ان کی ہمت اور عزم اتنا بلند ہے کہ وہ بغیر کسی رشتہ دار کی ملاقات کے اور گھر کے حالات معلوم کئے۔ وقت ہنسی خوشی گذارتے رہے۔

قائد اعظم کے یوم وفات کے سلسلہ میں چونکہ کل اخبارات کے دفاتر بند تھے۔ لہذا آج اخبارات نہ آ سکے۔ باہر کی دنیا کی خبریں معلوم نہیں ہو سکیں۔

۱۳/۹ جیل کے چیف وارڈن نئے آئے ہیں۔ وہ جیل میں راؤنڈ پر آئے۔ پھرتے پھراتے ہمارے ہاں بھی تشریف لائے اپنا تعارف کرایا۔ اور کہا کہ آپ کو جو بھی کوئی تکلیف ہو۔ مجھے بلوالیں۔ یا نمبردار کو بھیج دیں۔ میں قانونی طور پر جس بات کا اہل ہوا۔ آپ کی مدد کروں گا۔

شب برات

آج رات کو "شب برات" ہے۔ ہم دونوں ساتھیوں نے "شب برات" کے لئے رات کو عبادت کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ بعد نماز مغرب ہم نے عبادت شروع کر دی۔ اور کھانے کے لئے تھوڑا وقفہ کر کے پھر عشاء پڑھی۔ اور پھر رب تعالیٰ کی یاد میں لگ گئے۔ ویسے اور کام ہی کیا تھا؟ اللہ اللہ کرتے کرتے وقت گذارنا تھا۔ اللہ پاک سے ملک کے استحکام اور اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگتے رہے۔ ملک کے دشمن۔ اصل غدار۔ اور اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی دعا کی۔ موجودہ حکومت جو عوام کے نام پر سب قسم کی بدعنوانیاں کرتی ہے۔ جس سے پاکستان کی سلامتی کو سخت خطرہ لاحق ہے۔ ہم نے اپنے عزم۔ اور اپنی استقامت کے لئے۔ موجودہ جدوجہد جاری رکھنے کا وعدہ کیا۔ اللہ پاک سے راشی، زانی، شرابی اور عیار و مکار حکمرانوں کو تباہ کرنے، اور نیک و کار حکمران لانے کی استدعا کی۔ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی دعا بھی مانگی۔

اس سے قبل عصر کے قریب میں نے ایک رقعہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو لکھا کہ ابھی تک آپ نے ہمارے لئے کلاس کا تعین نہیں کیا۔ اور ہمیں "سی" کلاس میں رکھا ہوا ہے۔ جس وجہ سے ہمیں جو تکلیف پہنچ رہی ہے بعد میں اس تکلیف کا ازالہ کسی صورت بھی نہیں ہو سکے گا۔ اور اس کی ذمہ داری آپ پر سپرنٹنڈنٹ صاحب پر ہو گی۔ اس رقعہ کا کوئی جواب اس دن نہ ملا۔

۱۴/۹ صبح کوئی ۹½ بجے کے قریب جیل کے داروغہ صاحب تشریف لائے۔ اور کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اپنے دفتر میں یاد کیا ہے۔

ہمیں "اے" کلاس مل گئی

سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فرمایا۔ میں نے ابھی ابھی ہوم سیکرٹری سے بات کی ہے۔ اور انہیں تمام قوانین کا حوالہ دیا ہے۔ انہوں نے آپ کے لئے "A" کلاس دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ کاغذ لیں اور اس پر لکھ دیں کہ میری حیثیت کے مطابق میری کلاس کا تعین کیا جائے۔

(باقی آئندہ)

بلوچستان یا جیل خانہ؟

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان کے اجلاس کی کاروائی

(رپورٹ :- جناب منظور احمد کوئٹہ)

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مولانا محمد شمس الدین امیر جمعیۃ علماء اسلام و ڈپٹی اسپیکر صوبائی اسمبلی جمعیۃ کے دفتر میں ہوا۔ اس اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے دور دراز علاقہ سے تمام اضلاع کے مجلس شوریٰ کے اراکین نے شرکت کی۔ اس اجلاس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے تمام شوریٰ کے اراکین مولانا شمس الدین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حضرت مولانا درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں۔

اجلاس کی کاروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی اس کے بعد حضرت امیر مولانا شمس الدین صاحب نے ایجنڈا میں شامل تمام باتوں پر تفصیلات سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے صوبہ بلوچستان میں ایسی کاروائیاں کی ہیں جن کے پیش نظر اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ ایک نمائندہ اسمبلی کی موجودگی میں حکومت نے یہاں کی حکومت پر اقلیتی پارٹی کو قبضہ دے دیا اور اس طرح جعلی قسم کے وزیر اعلیٰ اور اس کی حکومت بنائی۔ حالانکہ اس حکومت کو عوامی نمائندوں کی مکمل حمایت حاصل نہیں۔ اور اس کے بالمقابل اصل نمائندوں کو جن کی اکثریت اسمبلی میں تھی۔ مختلف نوعیت کے مقدمات میں ملوث کرکے جیلوں میں ڈال دیا ہے۔ بلکہ میں یہ کہنے سے بالکل دریغ نہیں کروں گا کہ حکومت نے سارے بلوچستان کو ایک جیل خانہ بنا دیا۔ یہاں کی جیلیں جو کہ مجرموں اور قاتلوں کے لئے تیار کی گئی تھیں اور آج کل وہ سیاسی انتقامی کارروائیوں کے پیش نظر سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں اور ان کے حامیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور حکومت اب بھی اس میں دریغ نہیں کر رہی، اور سارے بلوچستان میں نیپ اور جمعیۃ کے اراکین کو جیلوں میں ٹھونس رہی ہے ادھر سیاسی انتقامی کاروائیوں کے پیش نظر فوج کا ایک بڑا حصہ بلوچستان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ اور اس طرح عوام اور فوج میں جو تقدس کا رشتہ قائم تھا ختم ہو کر دشمنی میں بدل رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ سیاسی رشوتوں کا بازار گرم ہے اور ان رشوتوں اور سیاسی دباؤ کے تحت انہوں نے جمعیۃ کے اراکین اسمبلی کو بھی غالباً اسلامی قوانین کے نفاذ کا دھوکا دیکر حکومت میں شامل کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے مجھے بھی تحریک ختم نبوت فورٹ سنڈیمن کے سلسلے میں میونڈ کے صحت افزا مقام پر بھجوایا۔ اور جب صوبہ کے عوام اٹھ آئے تو انہوں نے مجھے رہا کیا۔ اس کے علاوہ اس وقت بھی مجھے حکومت بلوچستان نے ایک اسمگلنگ کے مقدمہ میں ملوث کرنے کے راستے ڈھونڈ رہی ہے۔ اب جب ایسی صورت حال ہو تو بھلا کب ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم ایک ایسی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کریں۔ جس پر غاصبوں کا قبضہ ہے انہوں نے کہا۔ ان حالات میں ہم ہرگز اجلاس میں شامل نہ ہوں گے جب تک اسمبلی کے تمام معزز ممبران کو رہا کرکے اچھی فضا میں اجلاس نہ بلایا جائے۔

انہوں نے کہا کہ اس وقت گورنر نے اسمبلی کا اجلاس محض اس وجہ سے بلایا ہے کہ وہ لوگوں پر ظاہر کر سکیں۔ کہ ہماری اکثریت ہے۔ اور کیوں نہ ان کی اکثریت ہو جبکہ اکثریتی پارٹی کے معزز ممبران اسمبلی اور وزیر اعلیٰ (سابق) بلوچستان۔ گورنر بلوچستان (سابق) جناب بزنجو۔ اور اسی طرح دیگر اراکین اسمبلی جیلوں میں بند ہیں۔ اس ظلم و ستم کے وقت کون شخص اسمبلی میں جائے۔ اور جا کر وہاں کیا صورت حال پیدا ہو سکتی ہے

انہوں نے کہا۔ مجھے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بھی اپنی رائے سے آگاہ کیا ہے کہ ہمیں ان حالات میں اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔

ان کی اس تقریر کے بعد شوریٰ نے ایک آواز سے اس بات کو مسترد کر دیا کہ جمعیۃ حالیہ ہونے والے اجلاس اسمبلی میں شرکت کرے۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ جمعیۃ کے اراکین اسمبلی میں سے کوئی بھی اس اجلاس میں شامل نہ ہوگا اور اس کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے گا۔

اس کے بعد ضلع ژوب کے مولانا میرک شاہ اور مفتی اللہ اخونزادہ نے شوریٰ سے خطاب کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے مولانا عبدالحق، مولانا صالح محمد اور مولوی حسن شاہ سے بات چیت کی تھی اور ان کو کہا تھا کہ آپ لوگ کیوں حکومت میں شامل ہوئے۔ ان تینوں نے یقین دلایا تھا کہ ہم مرکزی اور صوبائی حکومت سے بلوچستان کے لئے اسلامی اصلاحات کروائیں گے۔ اور صوبہ کے لئے اسلامی قوانین کا نفاذ کروائیں گے۔ مگر وہ نو دو ماہ میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکے لہٰذا ان کو کچھ اور وقت دے دیا جائے مگر شوریٰ نے ان دونوں حضرات سے اتفاق نہیں کیا اور کہا کہ ان حضرات نے شوریٰ سے اجازت لیکر حکومت کا تعاون نہ کیا تھا۔ آج شوریٰ سے اس کے متعلق پوچھنا بیکار ہے۔ مولانا عبدالقدوس اخونزادہ۔ قاضی عبدالستار اور مولانا عبدالواحد نے اس کی پرزور مخالفت کی، اور ایک قرارداد کے ذریعہ دونوں وزراء سے مطالبہ کیا کہ وہ فوراً حکومت سے مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ بقول ان کے وہ حکومت میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے شامل ہوئے تھے۔ مگر وہ اس میں ناکام رہے۔

اس کے بعد ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور بلوچستان جمعیۃ کی طرف سے ان کو اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا گیا۔ اس سلسلے میں مولانا جان محمد صاحب (زیارت) نے فرمایا کہ مولانا مفتی محمود صاحب مرکزی شوریٰ کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں اور ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے۔

ایک قرارداد کے ذریعہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی مہنگائی پر سخت احتجاج کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ۔۔۔۔ بلوچستان گورنمنٹ صوبہ کے باشندوں کو اجناس خورد و نوش پہنچانے میں ایک حد تک ناکام ہے اور خاص کر گھی کی شدید کمی ہے اور ہر شخص اس کے لئے پریشان ہے۔ اندرون بلوچستان دیہی علاقوں میں گھی بالکل ناپید ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے۔

ایک قرارداد میں صوبہ بھر میں جمعیۃ اور نیپ کے لیڈروں کی گرفتاریوں کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ جمعیۃ تحصیل مستونگ کے امیر حاجی محبت خاں کو فوراً رہا کیا جائے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ حکومت اپنے سیاسی حریفوں کو کچلنے کے لئے یہ سب دھندے کر رہی ہے اور سیاسی انتقامی کاروائیوں کے پیش نظر صوبہ کی جیلوں کو سیاسی قیدیوں سے بھر رہی ہے۔

ایک اور قرارداد میں بلوچستان کے ہفت روزہ اخبار "ندائے بلوچستان" کے خلاف حکومت کے محکمہ اطلاعات کی کارروائی کی شدید مذمت کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت صوبہ میں مرزائیوں کے لٹریچر اور تمام قسم کی کتابوں کی آمد پر پابندی لگائے تاکہ ایسا مواد صوبہ میں نہ آئے۔ جس سے صوبہ کے عوام میں اشتعال پھیلتا ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ندائے بلوچستان مرزائیوں کو بے نقاب کرنے میں مصروف ہے اور حکومت کو یہ بات چبھتی ہے۔ اگر حکومت اس معاملے میں مخلص ہے تو وہ ان کتابوں پر پابندیاں لگائے۔ جن کی تحریروں سے مسلمانوں کے دل مجروح ہوتے ہیں اور جن کی تحریروں کو عوام کے سامنے لانے کے لئے ندائے بلوچستان مجبور ہوا۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ ندائے بلوچستان کے متعلق کی گئی محکمانہ کاروائی واپس لی جائے۔

انتقال پر ملال

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل پھلاں کے بزرگ کارکن جناب صوفی فتح محمد صاحب جو حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے تھے گذشتہ ماہ للیانی میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم کا جمعیۃ سے بہت گہرا تعلق تھا۔ قارئین ترجمان اسلام سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(محمد صادق ناظم جمعیۃ ضلع سرگودھا)

جمہوریت کے خلاف سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے متحد ہو کر کام کریں

چترال کے عوام کو برف پڑنے سے پہلے پہلے ضروریات زندگی مہیا کی جائیں

(مولانا محمد ایوب جان)

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر مولانا سید محمد ایوب جان صاحب بنوری اور صوبائی جنرل سیکرٹری صاحبزادہ عبدالباری جان نے عوام پر زور دیا ہے کہ وہ ملک کے روشن مستقبل کی خاطر جمہوریت کے خلاف سازشوں کو ناکام بنانے اور فسطائی طور طریقوں کا قلع قمع کرنے کے لئے متحد ہو کر کام کریں۔ انہوں نے یہ بات ضلع چترال کے کجو، ریشن، زنیت بونی۔ کوغذی، جغور اور چترال کے مقامات پر کارکنوں کے منعقدہ اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہی انہوں نے اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ چترال جیسا دور افتادہ اور پسماندہ ضلع کے لوگ اب غربت افلاس اور بیروزگاری کے شکار ہیں اور کمر توڑ گرانی کی وجہ سے انتہائی مایوس اور غیر یقینی حالات سے دو چار نظر آرہے ہیں۔ ان لیڈروں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ لواری ٹاپ پر برف پڑ جانے سے پہلے پہلے چترال کے عوام کو سستی قیمتوں پر ضروریات زندگی مہیا کی جائیں اور وہاں کے عوام کو درپیش تمام مشکلات کے حل کے لئے ضروری اقدامات ہونی چاہئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضلع چترال کے لئے گیہوں کا جو نرخ دیا گیا ہے۔ اسے عوام پر گیہوں کے عام نرخ پر فروخت کریں اور کیمیاوی کھاد کو مبلغ ۵/۲ روپے فی بوری سابقہ نرخوں پر لوگوں میں تقسیم کریں۔ نیز یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ جی، ٹی، ایس کی جیپ گاڑیوں کی سروس کو موسم سرما کے دوران اندرون چترال چلایا جائے۔ اور ضلع بھر میں زیر سماعت مقدمات کو بلاتاخیر فیصلہ کرنے کے احکامات صادر کئے جائیں۔

جمعیۃ کے ان صوبائی لیڈروں کے پانچ روزہ دورہ چترال میں ان سے مختلف مقامات پر عوامی وفود ملے اور ضلع چترال کے مسائل سے انہیں آگاہ کیا۔ چترال متحدہ جمہوری محاذ میں شامل تمام جماعتوں کے لیڈروں نے بھی ان رہنماؤں سے ملاقات کی اور جمہوریت کی بحالی کے لئے اپنی کوششوں سے آگاہ کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ان راہنماؤں کے قیام کا انتظام حاجی رمضان صاحب کی قیام گاہ پر رہا۔ چترال کے اس دورے میں امیر ضلع چترال مولانا محمد یوسف صاحب ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرؤف صاحب، مولانا مفتی نور اللہ اور چترال کے دیگر ذمہ دار ارکان تھے۔ دار العلوم چترال میں ان راہنماؤں نے ایک استقبالیہ میں شرکت کی۔ دار العلوم جغور کا معائنہ کیا اور وہاں پر کھانا کھایا۔ چترال میں دفتر جمعیۃ علماء اسلام کا معائنہ کیا اور تمام ریکارڈ کو چیک کیا۔ جو درست پایا۔

پیر نیاز احمد گیلانی کی گرفتاری

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی مولانا پیر سید نیاز احمد صاحب گیلانی کو احمد پور شرقیہ میں پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتاری سے قبل پیر صاحب جماعتی کارکنوں سے رابطہ کی مہم میں شیخوپورہ، شاہ کوٹ، جھنگ، شورکوٹ روڈ، گوجرہ لائلپور، سرگودھا، شاہ پور، میانوالی، لاہور، بہاولنگر، بوریوالہ ملتان، بہاولپور، احمد پور شرقیہ، ڈیرہ نواب، رحیم یار خان اور بیجہ وطنی کا دورہ مکمل کر چکے تھے۔ ان مقامات پر انہوں نے جماعتی کارکنوں کے اجتماعات، عام جلسوں، استقبالیہ تقریبات، پریس کانفرنسوں اور خصوصی اجلاسوں میں شرکت کی

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے پیر صاحب کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پیر صاحب اور دیگر سیاسی راہنماؤں اور کارکنوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔

مولانا محمد ہارون بھی چل بسے

دینی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ امیر التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلویؒ کے فرزند حضرت مولانا محمد ہارون صاحب گزشتہ روز جواں سالی میں ہی رب حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک سیرت، مبلغ، داعی اور اپنے عظیم باپ اور عظیم دادا کے سچے پیروکار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

ادارہ مرحوم کے پسماندگان خصوصاً حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم کے اس غم میں برابر کا شریک ہے

(مدیر)

راہنماؤں کا خطاب

نواں جنڈانوالہ حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب، حضرت مولانا محمد رمضان صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی نے اراکین جمعیۃ علماء اسلام جنڈانوالہ سے خصوصی خطاب فرمایا اور موجودہ ملکی حالات اور جمعیۃ کی پالیسی پر تفصیلی تبصرہ کیا۔ (محمد یوسف)

وزیر اعلیٰ پنجاب کا بیان خلاف

ایک ضروری وضاحت

صوبائی اسمبلی میں جناب تابش الوری کی تح
کے سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ معراج خالد نے
کہ یہ الزام قطعی غلط بے بنیاد اور گمراہ کن ہے کہ
نے مولانا عبدالقادر قاسمی کی اہلیہ اور بشیر خواز بچے
رکھا۔ اس سلسلہ میں ہم اہلیان محلہ وضاحت
کہ بتاریخ ۳۱ اگست ۱۹۷۳ء تقریباً گیارہ بجے
عبدالقادر قاسمی کی قیامگاہ پر تھانہ پرانی کوتوالی
شیر علی خاں کی معیت میں مولانا موصوف کے مکان
تلاشی لی۔ لیکن مولانا موصوف گھر پر موجود نہ تھے۔
ان کی بیوی اور بچے کو ڈرا دھمکا کر تھانہ پرانی کو
لے جایا گیا۔ اور یکم ستمبر کو ساڑھے دس بجے صبح
خطرہ کے پیش نظر تھانہ پرانی کوتوالی سے اہلیہ قاسمی
کو چوکی پہلیک منتقل کر دیا گیا۔ اور شام چار بجے
بالا کی مداخلت پر شیر علی خاں نے اس شرط پر
کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر مولانا موصوف کو پیش
بصورت دیگر اہلیہ قاسمی صاحب کو دوبارہ زیر حر
رکھا جائے گا ....

تصدیق زوجہ مولانا عبدالقادر قاسمی
میں حلفیہ بیان کرتی ہوں۔ مجھے تھانہ پرانی کوتو
تقریباً سوا گیارہ بجے رات سے لے کر صبح ساڑھے
بجے تک زیر حراست رکھا گیا۔ کسی بنا پر ساڑھے دس
سے لے کر شام چار بجے تک چوکی پہلیک منتقل کیا
زیر حراست کے دوران میرے خاوند کو جو ایک دینی
قاسم العلوم کے مشہور استاد اور عالم دین اور جم
علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ ان کو غلیظ
گالیاں دی گئیں اور مسلسل مجھے ذہنی اذیت بھی پہنچ
گئی۔ اپنے گھر کو محفوظ کرنے کے لئے تالہ لگانے کی ا
بھی نہیں دی گئی۔ مزید چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر پولیس
ہمراہ جانا پڑا۔ مسمات کبری مسمات وزیراں لیڈی کانسٹ
نے میری جیب سے آٹھ روپے جبراً چھین لئے۔ جو گھر
اخراجات کے لئے میرے پاس تھے۔

(نشان انگوٹھا اہلیہ قاسمی صاحب
اس بیان پر ۵۰ سے زائد اہل محلہ نے دستخط کئے

بقیہ اداریہ

مسئلہ ہے۔ اس جنگ میں ہم اپنے عرب بھائیوں کے ساتھ ہیں۔ ہمیں اپنے تمام وسائل عرب بھائیوں کے لئے وقف کر دینے چاہئیں۔ ہم حکومت پاکستان سے گذارش کریں گے کہ اس مقدس جنگ میں پاکستانی مجاہدین کی عملی شرکت کے لئے مواقع فراہم کئے جائیں اور عرب بھائیوں کی موثر عملی امداد کی جائے۔

خط و کتابت کرتے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

طلباء میدانِ عمل میں

گرفتاریاں نے کر کیا کھویا اور کیا پایا ہے حقیقت ہم نے کھویا کچھ نہیں پایا ہی پایا ہے۔ سب سے جو ہمیں پہنچا وہ یہ ہے کہ تمام سیاسی اور غیر سیاسی جماعتوں اور افراد نے جمعیۃ طلباء اسلام کو طلباء طاقت کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ اس تحریک میں کی وجہ سے ہماری چار سالہ تحریک میں شاید اتنا ڈرانہ ہوا ہو اور یقیناً نہیں ہوا ہوگا۔ جتنا ان ں میں ہوا۔ اخبارات نے ہماری شمولیت کو محاذ ب کی کامیابی قرار دیا اور لکھا کہ جمعیۃ طلباء اسلام یت سے محاذ کی تحریک میں ایک نئی روح پیدا ہے۔ ہمارے کٹر مخالفین بھی یہ بات کہنے پر مجبور ہ جمعیۃ طلباء اسلام اس تحریک کی ہیرو رہی۔ سیاسی ں نے ہمیں مجاہدین کے خطاب سے نوازا۔ اور سب سے یہ کہ ان تمام لوگوں کو پتہ چل گیا کہ جمعیۃ طلباء اسلام م حق کی راہنمائی میں کام کر رہی ہے۔ اپنے اسلاف رگوں کی قربانیوں کی روشن مثالوں کو زندہ و جاوید یں۔ اور بقول مفکرِ اسلام قائد جمعیۃ حضرت مولانا مود صاحب

ود آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام کی وجہ سے U.D.F میں میر اسرار اونچا ہو گیا ہے۔ اور بقول ولی خان کے یہ تو شروع ہی سے مجاہدین کی جماعت ہے"۔

سلم لیگی لیڈر چوہدری ظہور الٰہی نے کہا کہ :۔

"ہمیں تو اب پتہ چلا ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام بھی ایک عظیم طالب علم تنظیم ہے۔ نہ صرف یہ طالب علم ہیں بلکہ یہ تو مجاہدین کی ایک جماعت ہے"۔

ہماری اس تحریک میں شمولیت سے قبل حالانکہ بازو م سیاسی پارٹیاں صرف اور صرف اسلامی جمعیۃ طلباء طلباء کی نمائندہ تنظیم سمجھتی تھیں۔ لیکن اب ان پر واضح ہے کہ ملک میں اسلامی جمعیۃ ہی نہیں۔ جمعیۃ طلباء اسلام نام سے مسلمان طلباء کی ایک عظیم قوت موجود ہے۔ اس ع پر میں جمعیۃ طلباء اسلام کے تمام اراکین کو عموماً اور ب محمد اسلوب قریشی، جاوید پراچہ، مطلوب علی زیدی ال شیخ۔ عبد المتین چوہدری۔ رانا محمد اشفاق اور سنٹرل ی کے معزز اراکین کو خصوصاً مبارکباد پیش کرتا ہوں جن محنت اور خلوص کی بدولت جمعیۃ طلباء اسلام آج ایک یم قوت کے طور پر تسلیم کر لی گئی ہے۔

اور آخر میں اپنے معزز اراکین شوریٰ سے اس بات ی توقع رکھتا ہوں کہ وہ اجلاس میں تمام مسائل پر مکمل نتداری سے سوچ بچار کے بعد اپنی رائے دیں گے۔ جس مقصد کے لئے انہیں بلایا گیا ہے۔ اس مقصد لئے اپنی تمام صلاحیتیں اور قوتیں صرف کریں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔ والسلام :

خاکپائے اسلاف میاں محمد عارف انچارج تحریک سول نافرمانی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

روزنامہ امروز کا سفید جھوٹ

محترم پیر سید نیاز احمد صاحب گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ پنجاب اور متعدد دیگر احباب اور بزرگوں نے میری توجہ روزنامہ امروز لاہور ۲۱ ستمبر میں شائع ہونے والے مجھ سے منسوب ایک بیان کی طرف مبذول کرائی ہے۔ غلط فہمی کے ازالہ کے لئے عرض ہے کہ میں نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔ یہ امروز کے نامہ نگار گکھڑ کی اختراع ہے۔ امروز کے مدیر صاحب کو میں نے اس بات کی تردید اور نامہ نگار کے رویہ پر معذرت نمایاں طور پر شائع کرنے کو کہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں قانونی چارہ جوئی کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز

زاہد الراشدی ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام

مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور)

اکابر پر اعتماد کا اظہار

•— بنوں عاقل۔ جمعیۃ علماء اسلام کا ایک اجلاس امیر تحصیل حضرت مولانا قطب الدین کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں جمعیۃ کے مرکزی امیر اور مجلس شوریٰ پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اور سیاسی قیدیوں کی رہائی اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

•— جمعیۃ علماء اسلام طوطہ کان مالاکنڈ ایجنسی کے امیر ڈاکٹر غلام نبی اور دیگر کارکنوں نے جمعیۃ کی مرکزی قیادت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کے رفقاء سے اپیل کی ہے کہ وہ جمعیۃ کے دستور و منشور کی مخالفت ترک کر کے امیر مرکزیہ کی اطاعت کریں

تشدد کی مذمت

سیالکوٹ۔ گذشتہ روز متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام جلسہ عام منعقد ہوا۔ جس میں محاذ کے صوبائی صدر خواجہ محمد صفدر اور جمعیۃ کے ناظم مولانا محمد اسمٰعیل قاسمی نے خطاب کیا اور سیاسی قیدیوں پر تشدد کی مذمت کرتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا۔

جمعیۃ ضلع ہزارہ کے نئے عہدیدار

امیر	مولانا فقیر محمد خاں صاحب	بٹگرام
نائب امیر	مولانا کریم عبداللہ صاحب	منڈھار مانسہرہ
نائب امیر	مولانا قاضی محمد نواز "	نواں شہر ایبٹ آباد
ناظم اعلیٰ	مولانا محمد یوسف "	ڈب مانسہرہ
ناظم	عبد الستار خاں	بفہ
ناظم	مولانا شفیق الرحمٰن "	کیہاں ایبٹ آباد
ناظم	مولانا سعید الرحمٰن "	شیر انوالہ ہری پور
خازن	مولانا محمد یوسف "	لیدر جیٹ مانسہرہ
ناظم نشر و اشاعت	مولانا عبد العلیم ہشری	مانسہرہ
سالار	محمد اشرف سرحدی	
نائب ناظم نشر و اشاعت		
	حکیم عبد الرشید صاحب	ہری پور

جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی تشویشناک حالت
محکمہ اوقاف کی خطرناک سازش

جامعہ اسلامیہ بہاولپور ایک مذہبی تعلیمی ادارہ سے ۹ طلبہ کو خارج کیا گیا ہے۔ یہ طلبہ ملک کی عظیم تحریک جمعیۃ طلباء اسلام سے متعلق ہیں۔ ان کے خلاف یہ کارروائی صرف اور صرف جاوید پراچہ کی قیادت کو تسلیم کرنے اور پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کو یونین کو ووٹ نہ دینے کی بنا پر کی گئی ہے۔ جامعہ اسلامیہ میں پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن ان طلبہ کا نام ہے جو دوسرے مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں گردھو کا دیکر پیپلز پارٹی کو ورغلا رہے ہیں۔ یہ اخراج دو صوبوں کے درمیان ملک کو توڑنے کی عظیم سازش ہے درحقیقت خارج شدہ طلبہ کی اکثریت پٹھانوں کی ہے خدشہ ہے کہ ان طلبہ کی ہمدردی میں پٹھان طلبہ سرحد میں غیر سرحدی طلبہ کے خلاف کوئی قدم اٹھائیں اور اس طرح چاروں صوبوں میں طلبہ کے درمیان نفرت اور کشیدگی بڑھے گی۔ یہ اخراج کا اقدام غیر قانونی ہے۔ طالب علم کو اصولی طور پر نوٹس دیا جاتا ہے۔ اور وضاحت طلب کی جاتی ہے۔ مگر سارا سال وہ پڑھتے رہے اور سالانہ امتحان سے صرف دو دن قبل ان کو خارج کر کے ان کے مستقبل کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اشتعال دلانے کے لئے ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری بھی ہیں۔ سالانہ امتحان سے ایک دن قبل اخراج کی حرکت نہ صرف غیر قانونی ہے بلکہ عظیم سازش ہے۔ اس لئے ہم حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ احکام فی الفور واپس لے کر طلبہ کو مطمئن کیا جائے

وفات حسرت آیات

جمعیۃ علماء اسلام شاخ کلی بٹو ضلع چاغی بلوچستان کے ناظم عمومی حاجی محمد کریم صاحب انتقال فرما گئے ہیں مرحوم جمعیۃ کے انتھک کارکن اور ضلعی امیر جمعیۃ حاجی مولوی صالح محمد صاحب کے دست راست تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ (ادارہ)

جمعیۃ میں شمولیت

تحصیل ڈسکہ کے دیہات گوجرہ گھرڈل اور گلوٹیاں کے مندرجہ ذیل اصحاب نے جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان میں سے کچھ آدمیوں کا تعلق پیپلز پارٹی سے تھا۔ ڈسکہ کے ضلعی نائب امیر حضرت مولانا محمد غوث خان نے جمعہ کے موقع پر ان آدمیوں کے نام بتائے۔

محمد ابراہیم کپڑا فروش، حبیب الرحمٰن۔ منگو خان محمد سلیمان۔ عبد الرحیم۔ علی محمد۔ حبیب احمد۔ محمد شفیع جمال الدین۔ محمد سلیمان۔ بشیر احمد بھائی اور ان کے بہت سارے ساتھی۔

ان سب نے حضرت درخواستی۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا عبید اللہ انور پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

ضمنی انتخاب میں متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار کو کامیاب بنائیں

کھاریاں کے عوام سے مولانا عبید اللہ انور کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے ضلع گجرات کے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ کھاریاں کے ضمنی الیکشن میں متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار صوبیدار غلام رسول صاحب کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کریں آپ نے کہا۔ حکمران پارٹی نے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے بھائی کو بھائی سے لڑانے، جمہوری اقدار کو پامال کرنے اور سرحد و بلوچستان کے جمہوری حقوق غصب کرکے مشرقی پاکستان کا المیہ دہرانے کی پالیسی اپنا رکھی ہے اور حکمران پارٹی نے اپنی اس ظالمانہ و جابرانہ عوام دشمن پالیسی کے حق میں پنجاب کی حمایت کو ڈھال کے طور پر استعمال کرکے صوبوں کے درمیان منافرت پھیلانے کا شر انگیز منصوبہ شروع کر رکھا ہے۔ اس لئے کھاریاں کے عوام پر یہ بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے کہ وہ اس ظلم و جبر کی پالیسی کے خلاف نفرت کا اظہار کرکے ملکی سالمیت کی جنگ لڑنے والے متحدہ جمہوری محاذ کو مضبوط بنائیں۔

آپ نے جمعیۃ کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ متحدہ محاذ کی کامیابی کے لئے دن رات محنت کریں اور اس سلسلے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔

پاکستانی مجاہدین عرب بھیجیں

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے تمام ارکان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی فتحیابی کے لئے دعا کے ساتھ ساتھ ان کی ہر ممکن امداد کے لئے تیار رہیں بیت المقدس اور دوسرے مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں ممکنہ حصہ لینا ہر مسلمان کے لئے فرض عین ہے۔ اگر حکومت وقت نے جانی و مالی امداد کی کوئی صورت نکالی تو جمعیۃ کے نوجوان اس میں بھرپور حصہ لیں بلکہ حکومت وقت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اسرائیل کے خلاف جنگ میں پاکستانی مجاہدین عرب بھیجے تاکہ ہمیں بھی اس جہاد میں شرکت کا شرف حاصل ہو سکے۔ (محمد اسلوب قریشی چیف آرگنائزر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان)

قارئین توجہ فرمائیں

کاغذ کی گرانی اور دیگر اخراجات میں اضافہ کے پیش نظر ہفت روزہ ترجمان اسلام کی قیمت میں اضافہ کیا جا رہا ہے صفحات بدستور سولہ رہیں گے اور قیمت پچاس پیسے ہوگی۔ سالانہ ۲۵/ روپے ششماہی ۱۳/ اور سہ ماہی ۷/ روپے ہونگے (ادارہ)

سٹاپ پریس

عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی

گزشتہ روز اسرائیل کی فوجوں نے نہر سویز عبور کرکے مغربی کنارے پر قبضہ کی کوشش کی مگر اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور مصر کی بہادر افواج نے اسرائیلی فوج کو پسپا کرکے جوابی حملہ میں نہر سویز کو کئی جگہ سے عبور کر لیا اور نہر کے مشرقی کنارے پر اسرائیل کی چوکیوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

دوسری طرف گولان کی وادی میں شامی افواج نے اسرائیلی فوج کو دھکیل کر جبل الشیخ اور دیگر اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔

فضائی جنگ میں بھی اسرائیلی طیاروں کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، اور ایک درجن سے زاید اسرائیلی طیارے تباہ ہو گئے۔

اسرائیلی وزیر دفاع موشے دایان نے اعتراف کیا ہے کہ شام اور مصر کے ساتھ جنگ میں اسرائیلی فوج کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور بعض مقبوضہ علاقوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے ہیں۔ اس نے کہا۔ آئندہ چند روز میں صحرائی علاقے میں گھمسان کی جنگ ہوگی۔

الجزائر، لیبیا، سوڈان اور دیگر عرب ممالک نے صدر سادات سے رابطہ قائم کرکے اپنے تمام وسائل ان کی تحویل میں دے دیئے ہیں۔ سعودی عرب، اردن، لبنان تونس اور یوگنڈا نے مصر اور شام کی مکمل حمایت کا اعلان کر دیا ہے۔ ادھر فدائین کے ایک ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ یاسر عرفات کی قیادت میں فدائین شامی مجاہدین کے دوش بدوش جنگ میں حصہ لے رہے ہیں۔ مصری اور شامی افواج کی شاندار کامیابی کی خبر اسلامیان پاکستان کے مسرت و انبساط کا باعث بنی۔

جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ایم، این، اے نے ایک بیان میں اسرائیل کے جارحانہ حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے مصری اور شامی افواج کی شاندار جوابی کارروائیوں پر اطمینان کا اظہار کیا آپ نے کہا۔ اسرائیل سامراج نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے قائم کیا ہے اور سامراج ہی اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ لیکن اسرائیل کے جنونی حکمرانوں کو اپنے جرائم کی سزا بہرحال بھگتنا ہوگی۔

آپ نے پاکستانی عوام خصوصاً علماء کرام اور کارکنان جمعیۃ سے کہا ہے کہ وہ عرب بھائیوں کی مکمل فتح کے لئے خلوص دل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں خصوصی دعائیں کریں۔ نیز عرب بھائیوں کی جانی و مالی امداد کے لئے تیار رہیں۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسرائیل کے خلاف عربوں کی عملی امداد کے لئے مؤثر قدم اٹھایا جائے اگر حکومت نے موقع فراہم کیا تو جمعیۃ علماء اسلام کے ہزاروں رضاکار اس مقدس جہاد میں شرکت کے لئے مصر جانے کے لئے تیار ہیں۔

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور کا — زیرِ ادارت — زاہد الراشدی

عشرہ توسیع اشاعت

دورِ نو کا آغاز	انقلابی تبدیلیاں	خصوصی مراعات

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ سے انقلابی تبدیلیوں کے ساتھ نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی "عشرہ توسیع اشاعت" کا آغاز ہو جائے گا۔ ایجنٹ حضرات، نمائندگانِ خصوصی، قارئین کرام اور جماعتی کارکنوں سے گذارش ہے کہ وہ ترجمانِ اسلام کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچانے کے لئے توسیع اشاعت کی مہم میں بھرپور حصہ لیں۔

نئے دور کی ایک جھلک

مستقل عنوانات

- درسِ قرآن ——— ایک آیت کریمہ اور ایک حدیث کی تشریح
- علم و تحقیق ——— علمی و دینی مضامین
- یادِ رفتگان ——— اکابر کے حالاتِ زندگی اور کارنامے
- ذخیرۂ ماضی ——— بزرگانِ دین کے مطبوعہ نایاب مضامین
- نقد و نظر ——— باطل نظریات و افکار کا تعاقب
- اخبار العالم ——— بین الاقوامی خبروں کا خلاصہ
- تعارفِ کتب ——— نئی و پرانی کتابوں کا تعارف
- باب المراسلات ——— قارئین کے خطوط اور ان کے جوابات
- کاروانِ جمعیۃ ——— جماعتی خبروں کی رپورٹ
- طلباء کا صفحہ ——— جمعیۃ طلباء اسلام کی سرگرمیاں
- دارالحکومت کی ڈائری ——— وفاقی و صوبائی دارالحکومتوں کی ہفتہ وار سیاسی ڈائری

ضروری باتیں

- ہر ضلع میں جمعیۃ کے ناظم نشر و اشاعت ضلع بھر کے لئے ترجمانِ اسلام کے نمائندہ خصوصی ہوں گے۔ خبریں صرف ان کی وساطت سے قبول کی جائیں گی اور وہ ترجمانِ اسلام کی فروخت، اشاعت اور واجبات کی وصولی کی نگرانی کے بھی مجاز ہوں گے۔ ضلعی ناظمین نشر و اشاعت اپنے اسماء گرامی اور مکمل پتے جلد دفتر بھیجیں تاکہ ان کو تعارفی کارڈ جاری کئے جا سکیں۔
- عشرہ توسیع اشاعت کے دوران جو صاحب چار نئے سالانہ خریدار بنائیں گے۔ ان کے نام ایک سال کے لئے پرچہ مفت جاری کیا جائے گا
- جو مستقل خریدار اپنے ساتھ ایک خریدار کا اضافہ کریں گے انہیں ترجمانِ اسلام کا سیرت نمبر مفت دیا جائے گا۔
- جو ایجنٹ حضرات اس دوران سابقہ بقایاجات تمام ادا کر دیں گے یا اپنے خریداروں کی تعداد دگنی کر لیں گے، ان کے نام ایک سال کے لئے اعزازی پرچہ جاری کیا جائے گا اور حسن کارکردگی کا سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ خریداروں میں اضافہ چھ سے کم نہ ہو۔
- ہر تین ماہ بعد مقابلہ حسن تحریر کرایا جائے گا۔ اور اول، دوم، سوم آنے والے مضمون نگاروں کو انعامات دیئے جائیں گے۔

چند لکھنے والے

- ★ حضرت مولانا عبید اللہ انور
- ★ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
- ★ حضرت مولانا بشیر احمد پسروری
- ★ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی
- ★ حضرت مولانا عبد الرحیم نعمانی
- ★ مولانا محمد طیب ہاروتی
- ★ مولانا مفتی غلام مرتضیٰ
- ★ مولانا سعید الرحمٰن علوی
- ★ جناب اشفاق احمد ہاشمی
- ★ جناب ظفر علی ڈار ایم، اے
- ★ جناب حافظ مقصود احمد
- ★ جناب حماد سواتی

نمائندگانِ خصوصی

لاہور — قاری محمد یوسف عثمانی
دفتر جمعیۃ رنگ محل

راولپنڈی — عبد الحفیظ تلفیق
A-۱۷۳۴ E ۸ سلطانپورہ

پشاور — ڈاکٹر فدا حسین بھانا ماڑی

کراچی — جناب محمد جمیل خان مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن

کوئٹہ — جناب منظور احمد
مغل ریڈیو سروس لیاقت روڈ

آزاد کشمیر — مولانا محمد اسحاق
پلندری

نرخنامہ اشتہارات

ٹائیٹل کا آخری صفحہ	پورا صفحہ	۳۰۰ روپے
	نصف 〃	۱۵۰ 〃
	فی کالم انچ	۱۰ 〃
ٹائیٹل کے اندرونی صفحات	پورا صفحہ	۲۰۰ 〃
	نصف 〃	۱۰۰ 〃
	فی کالم انچ	۷ 〃
بقیہ اندرونی صفحات	پورا صفحہ	۱۵۰ 〃
	نصف 〃	۷۵ 〃
	فی کالم انچ	۵ 〃

دینی مدارس و تبلیغی اداروں کے لئے ½ خصوصی رعایت

جو ایجنٹ یا نمائندہ خصوصی ترجمانِ اسلام کے لئے اشتہار مہیا کریں گے انہیں ۲۰ فیصد کمیشن دیا جائے گا